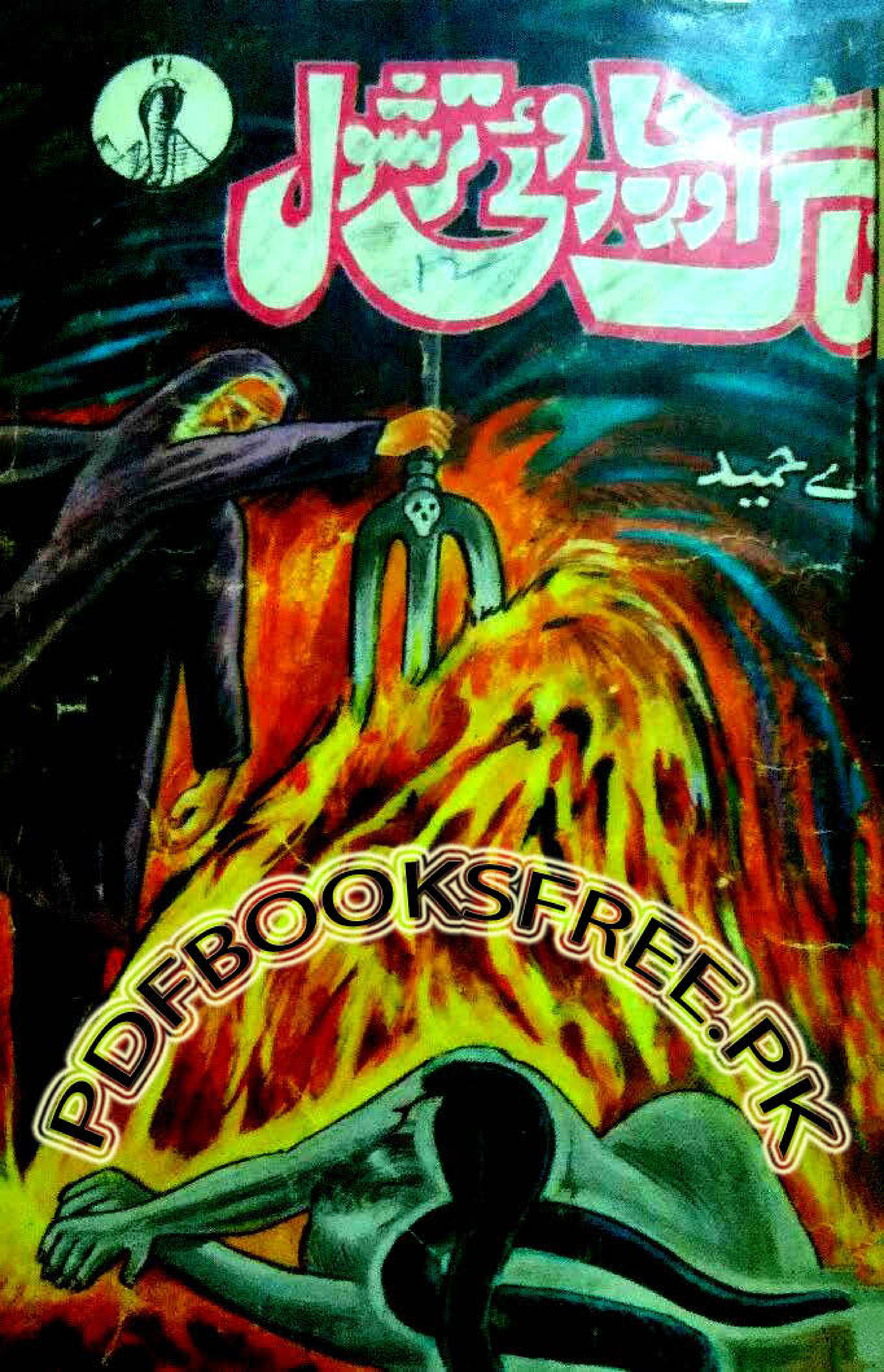
ے حمید
PDFBOOKSFREE.PK

PDFBOOKSFREE.PK
Scan by
Muhammad Arshad

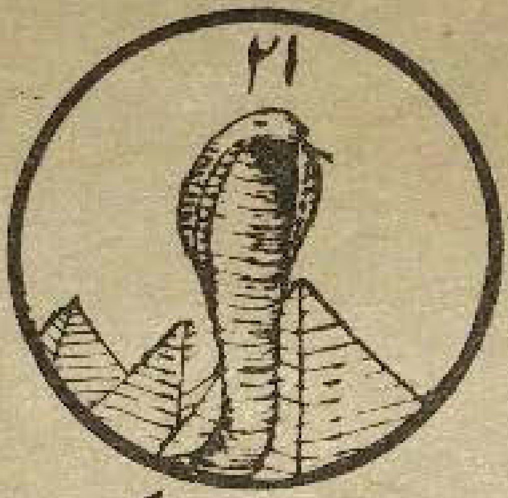

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی
کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

ناگ اور جادوئی ترشول

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نوید لائبریری

پیارے دوستو!

کہانی کیا ہے یہ تو تم پڑھ ہی لو گے۔ اس دفعہ تو یہ سطور صرف آپ کا شکریہ ادا کرنے کے لیے ہے۔ آپ میں سے بہت بچوں نے مجھے عید کارڈ بھجوائے۔ جن کی محبت اور پُر خلوص اظہار کے لیے میں بے حد ممنون ہوں اور دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو ایسی ہزاروں عیدیں خوشیوں کے ساتھ نصیب کرے۔ آمین

اور اُمید کرتا ہوں کہ آپ اسی طرح میری حوصلہ افزائی کرتے رہیں گے۔

اے حمید

سرورق: جلال انور

ترتیب و پیشکش
محمد ارشد
پاکستان ورچوئل لائبریری

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

بار اوّل : ۱۹۸۱ء
تعداد : دو ہزار
قیمت : چار روپے
ناشر: مکتبہ [illegible] شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع: الحمد پرنٹرز لاہور

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ترتیب

موتی غنڈہ
تین سو سال پیچھے
دلچسپ مہم
اگن سانپ
جادوئی ترشول

موتی غنڈہ

رات گزر گئی۔ چاند ڈوب گیا — دن کی روشنی تبت کی برفانی پہاڑیوں اور وادیوں میں پھیل گئی

جھونپڑی کے اندر شیوجی کا بُت خاموش بیٹھا تھا۔ اس بت کے سر کے اوپر ناگ سونے کا بُت بنا کنڈلی مارے بیٹھا تھا — اگرچہ دن کا وقت تھا مگر وادی میں خاموشی چھائی ہوئی تھی — ادھر عنبر دلی پہنچ چکا تھا اور ایک کاروان سرائے میں ٹھہرا تھا اور ماریا کا انتظار کر رہا تھا، کیونکہ اسے ایک سادھو نے کہا تھا کہ ماریا دلی کی طرف ایک قافلے کے ساتھ جا رہی ہے اور وہیں اُسے ملے گی — عنبر کو ناگ کی بھی کوئی خبر نہیں تھی — میسور میں سلطان ٹیپو کو شہید کر دیا گیا تھا اور انگریزوں نے میسور پر قبضہ کر لیا تھا — اب وہ دلی پر قبضہ کرنے کے لیے سازش کا جال پھیلا رہے تھے — دلی میں اورنگ زیب کے بعد بڑے کمزور مغل بادشاہ شاہ عالم ثانی کی حکومت تھی — لیکن پہلے ہم تبت کی برفانی وادی میں ناگ کے پاس چل کر دیکھتے ہیں کہ اس کے ساتھ کیا واقعات پیش آ رہے ہیں —

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جھونپڑی میں ہلکی ہلکی دھوپ آ رہی تھی کہ پہاڑی ڈھلان کے ایک گاؤں کی بوڑھی عورت گرتی پڑتی جھونپڑی میں داخل ہوئی اور شیوجی کی مورتی کے آگے ہاتھ باندھ کر بولی :

"بے مہاراج، میں غریب بیوہ عورت ہوں — میرا ایک ہی بیٹا ہے جو بیمار ہے — گھر میں کھانے کو کچھ نہیں رہا — مہاجن کا بڑا قرض ہو گیا ہے — وہ مکان قرقی کرا رہا ہے۔ مہاراج، میری مدد کرو۔"

ماں کی اس دعا میں نہ جانے کیا اثر تھا کہ شیوجی کی مورتی میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر مورتی کے لب ہلے اور آواز آئی :

"اے دکھی عورت، ہم نے تمہاری فریاد سن لی ہے — ہم تمہاری مدد کریں گے — ہمارے سر کے اوپر سونے کے سانپ کا ایک بت رکھا ہے، اسے شہر سے جا کر بیچ دے جو دولت ملے اس سے مہاجن کا قرض ادا کر دے اور اپنا نیا مکان بنوا اور بچے کا علاج کرا — ڈرو نہیں، ہم تمہیں اجازت دیتے ہیں۔"

پہلے تو غریب عورت ڈر گئی، مگر جب مورتی نے اسے اجازت دی — وہ آگے بڑھی — اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر مورتی کے سر کے اوپر سے سونے کا سانپ اٹھا کر جھولی میں رکھا اور شیوجی کے آگے سر جھکا کر اس کا شکریہ ادا کیا اور واپس گاؤں کو چل پڑی —

گاؤں میں جا کر اس نے سونے کے ناگ کی مورتی اپنے بیمار بیٹے کو دکھائی اور سارا ماجرا سنایا۔ اس کے بیمار بیٹے نے کہا :

"ماتا جی، ہم اسے شہر سے جا کر کسی جوہری کے پاس بیچ دیتے ہیں — مورتی نے بھی یہی کہا تھا۔

دوپہر کو بیوہ عورت نے بیٹے کو ساتھ لیا — ایک پالکی میں بیٹھی اور شہر میں آ گئی۔ یہاں ایک مشہور جوہری کی دکان میں جا کر سونے کا ناگ اسے دکھایا۔ چالاک جوہری نے اس کی قیمت آدھی سے بھی کم بیوہ عورت کو دی اور سونے کا ناگ اپنی تجوری میں رکھ لیا — کرنا خدا کا کیا ہوا کہ رات کو دکان میں چراغ جلتا رہ گیا — آدھی رات کو اس علاقے میں بھونچال کا ایک جھٹکا سا محسوس ہوا۔ اس جھٹکے سے دکان کا چراغ نیچے گر پڑا اور آگ لگ گئی —

آگ جب جوہری کی تجوری کے پاس پہنچی تو لوہے کی تجوری گرم ہونے لگی — جب سونے کے ناگ کو سینک پہنچا تو وہ اپنی جگہ سے تھوڑا سا ہلا — اس میں جان پڑنے لگی تھی — جب ذرا گرمی پہنچی تو ناگ سانپ کی اصلی شکل میں آ گیا — اس نے دیکھا کہ تجوری گرم ہو رہی ہے اور وہ اس کے اندر بند ہے اسے تجوری کا وہ سوراخ نظر آیا جس میں چابی لگائی جاتی تھی — ناگ اس سوراخ میں سے رینگ کر باہر نکل آیا۔

ناگ نے وہ رات اس چھوٹے سے شہر کے ایک باغ میں گزار دی۔ وہ میسور کے شہر سے عنبر سے جدا ہوا تھا — جہاں وہ دلی کی طرف ماریا کی تلاش میں جانے والے تھے — اسے یقین تھا کہ عنبر ضرور دلی ہی گیا ہو گا —

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پس دوسرے دن ناگ دہلی کی طرف روانہ ہوگیا —

شہر سے باہر آکر اس نے سانپ کا مہرہ، جو سونے کا بت بننے کے ساتھ ہی سونا بن کر اس کے جسم کے ساتھ چپک گیا تھا، جیب سے نکال کر منہ میں رکھا اور غائب ہو کر فضا میں بلند ہوگیا - اب اس نے ملک ہندوستان کے شہر دلّی کی طرف اڑنا شروع کر دیا — وہ شام ہونے سے پہلے پہلے دہلی شہر کے اوپر پہنچ گیا — اسے غروب ہوتے سورج کی سنہری روشنی میں دہلی کے لال قلعے کے چمکتے برج اور بادشاہی مسجد کے مینار نظر آئے —

ناگ ابھی تک شہر کے مکانوں کے اوپر اڑ رہا تھا - اس نے دیکھا کہ دلّی کے مشہور بازار چاندنی چوک میں چھوٹی سی نہر بہہ رہی ہے. بازار میں بڑی بڑی مشعلیں روشن ہیں — نہر میں لوگ کشتیوں میں بیٹھے سیر کر رہے تھے — ناگ غائب حالت میں شہر کے اوپر اڑ رہا تھا اور اسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا. اتنا وہ جانتا تھا کہ عنبر اس کا انتظار کسی کارواں سرائے میں ہی کر رہا ہوگا — وہ شہر کے اوپر مکانوں کے قریب آگیا — اب وہ شہر کے کسی بازار میں اترنا چاہتا تھا — وہ جامع مسجد کے پاس ایک خانقاہ کے پیچھے آم کے درخت کے پاس نیچے اتر آیا — یہاں اترتے ہی وہ انسانی شکل میں آگیا — اسے نہیں معلوم تھا کہ ایک آدمی وہاں بیٹھا کونڈی ڈنڈے میں بادام گھوٹ رہا تھا — اس نے جو اچانک ایک نوجوان خوب صورت لڑکے کو نمودار ہوتے دیکھا تو اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور وہ کونڈی ڈنڈا وہیں چھوڑ کر چیخ مار کر بھوت بھوت کہتا ہوا اٹھ دوڑا —

ناگ ہنس دیا — اور وہاں سے نکل کر جامع مسجد کے پیچھے گنجان بازار میں آگیا — اسی جگہ پر وہ سرائے تھی جہاں دوسرے شہروں سے قافلے آیا کرتے تھے — ادھر عنبر گرمی کی وجہ سے سرائے والی کوٹھڑی سے باہر نکل کر سرائے کے آگے ٹہل رہا تھا کہ اچانک اس کی نظر ناگ پر پڑی، وہ اس کی طرف بھاگا — ناگ نے بھی عنبر کو دیکھ لیا تھا — دونوں بچھڑے ہوئے دوست مل گئے — دونوں نے ایک دوسرے کو گلے لگایا — خوشی سے ان کے چہرے کھل گئے تھے - دونوں نے ایک دوسرے کو اپنے گزرے ہوئے واقعات سنائے اور پھر ماریا کے بارے میں باتیں کرنے لگے —

عنبر نے کہا:

"مجھے ایک نیک سادھو نے کہا تھا کہ وہ ایک قافلے کے ساتھ دلّی کی طرف روانہ ہو چکی ہے. مجھے یقین ہے کہ وہ ہمیں اسی سرائے میں ملے گی"

ناگ نے کہا:

"ہم اسی سرائے میں ماریا کا انتظار کریں گے"

عنبر نے ناگ کو بتایا کہ ایک قافلہ مدراس اور میسور سے ہوتا ہوا جمعرات کی شام کو سرائے میں پہنچنے والا ہے. جمعرات میں ابھی دو دن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باقی تھے۔ ناگ بھی عنبر کے ساتھ ہی اسی سرائے میں ٹھہر گیا۔ رات کا کھانا کھا کر انھوں نے دلی کے چاندنی چوک کی سیر کی اور پھر واپس سرائے میں آگئے۔

رات انھوں نے سرائے کی چھت پر سو کر گزاری۔ رات کو ٹھنڈی ہوا چلنے لگی تھی۔ اس زمانے میں آج کے زمانے کے سکوٹروں، ٹرکوں، رکشوں، موٹروں اور ویگنوں کا شور نہیں تھا۔ شام کے بعد شہر دہلی میں خاموشی چھا جاتی تھی۔ شہر کی دیوار کے پار والے آم کے باغوں سے کوئلوں کے کوکنے کی آواز آتی تھی اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکے آتے تھے۔ ہوا میں پھولوں، درخت کے پتوں اور سوندھی سوندھی مٹی کی خوشبو تھی۔ اس ہوا میں ابھی پٹرول اور بس کے کالے دھوئیں کی بو شامل نہیں ہوئی تھی۔ ابھی ہوا پاک اور شفاف تھی۔ یہی وجہ تھی کہ رات کو انھیں خوب نیند آئی۔

صبح صبح شاہی قلعے کے ایک برج میں صبح کی اذان کے بعد نوبت کے ساتھ شہنائی کی میٹھی آواز سنائی دینے لگی۔ مسلمان نماز پڑھنے مسجدوں کی طرف اور ہندو مندروں کی طرف چل پڑے۔ دریا پر عورتیں نہانے چلی گئیں۔ شہر میں صبح صبح ہی بڑی رونق ہو گئی تھی۔ عنبر اور ناگ بھی جامع مسجد میں آگئے۔ انھوں نے جماعت کے ساتھ نماز ادا کی اللہ میاں سے مسلمانوں کے حق میں دعا مانگی اور مسجد سے نکل کر شہر سے باہر آگئے۔ شہر کے بڑے دروازے دن چڑھتے ہی کھول دیے گئے

تھے

شہر سے باہر املی والی پہاڑی کی پتلی سڑک کے پاس ایک باغ تھا۔ یہی وہ باغ تھا، جہاں آگے جاکر ایک سو سال بعد مغل کمزور اور بزدل شہزادوں کا انگریزوں نے قتل عام کرنا تھا۔ دونوں دوست باغ میں ایک جگہ گھاس پر بیٹھ گئے۔

عنبر نے کہا:

"کتنی عجیب بات ہے کہ جو واقعات آج سے سو سال بعد ہونے والے ہیں، ہمیں وہ معلوم ہیں، بلکہ ان کے اوپر سے گزر کر یہاں تک پہنچے ہیں۔ اگر ہم کسی کو بتائیں کہ ہم جانتے ہیں کہ جس جگہ ہم بیٹھے ہیں یہاں چار مغل شہزادوں کی لاشیں پڑی ہوں گی تو وہ کبھی یقین نہیں کرے گا۔"

ناگ نے مسکرا کر کہا:

"ہاں، کوئی یقین کر بھی نہیں سکتا۔ یہ بات ہی ایسی ہے۔"

عنبر نے اٹھتے ہوئے کہا:

"میرا خیال ہے کہ کسی دکان پر چل کر آج حلوہ پوری کا ناشتا کیا جائے۔"

"ضرور ضرور، آج میرا بھی دل چاہتا ہے کہ ذرا چٹ پٹی چیزیں کھائی جائیں۔ دلی کے ہندو حلوہ، پوریاں اور مٹھائی بڑی اچھی بناتے ہیں۔ آؤ، چاندنی چوک میں چلتے ہیں۔ وہاں ایک بڑی مشہور دکان ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہو سکتا ہے اس کا باپ چلا جائے اور وہ نہ جائے۔"

ادھر یہ ناشتہ کرتے ہوئے باتیں بھی کر رہے تھے اور ادھر کالا سانپ پھن اٹھائے ناگ کی طرف رینگتا ہوا چلا آرہا تھا — وہ قریب آکر جھومنے لگا — لوگوں نے شور مچایا۔

"ارے لڑکو، اٹھ کر بھاگ جاؤ — سانپ تمہیں ڈس دے گا۔ جاگو، اپنی جانیں بچاؤ۔"

ناگ نے عنبر سے کہا:

"اگر ان لوگوں کو پتا چل جائے کہ یہ سانپ مجھے سلام کرنے آرہا ہے تو بھی یقین نہ کریں گے۔"

عنبر بولا:

"اب تو انہیں یقین کرنا ہی پڑے گا۔"

پیرا ابھی سانپ کے پاس آکر برابر بین بجا رہا تھا۔ مگر سانپ کا رخ ناگ کی طرف تھا — حالانکہ اس کا منہ پیرے کی طرف ہونا چاہیے تھا جو بین بجا رہا تھا — پیرے کو کچھ شک ہوا کہ معاملہ گڑبڑ ہے۔ دال میں کچھ کالا ہے — پرانا پیرا تھا — سانپ پکڑتے پکڑتے ایک عمر گزر گئی تھی — بڑے بوڑھوں سے سانپ کے بارے میں بڑی بڑی عجیب کہانیاں سُن رکھی تھیں — اس نے بین بجانا بند کر دی۔

ادھر سانپ نے اپنا پھن جھکا کر ناگ کو سلام کیا اور اپنی گردن جھکا کر اس کے آگے کنڈلی مار کر بیٹھ گیا — جو لوگ پہلے ڈر کے مارے بھاگ گئے تھے — اب دُور کھڑے ہو کر یہ عجیب و غریب تماشا دیکھنے لگے — عنبر نے آہستہ سے کہا:

"ناگ، اسے واپس بھیج دو — لوگ خواہ مخواہ تماشا بنا رہے ہیں۔"

پیرے نے بین پرے رکھی اور ہاتھ جوڑ کر ناگ کے آگے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا — کہنے لگا:

"ہے ناگ مہاراج، آپ کوئی بڑے مہاتما ہیں جو میرے کالے سانپ نے آپ کو سلام کیا اور ماتھا ٹیکا — مجھے آشیرباد دعا دیجیے۔"

ناگ نے مسکرا کر پیرے کو دیکھا اور کہا:

"میں ناگ مہاراج نہیں ہوں بھائی، تمہارے سانپ کو جانے کیا ہو گیا ہے جو میرے سامنے کنڈلی مار کر بیٹھ گیا ہے۔"

پیرا بولا:

"مہاراج، آپ مجھے دھوکا نہیں دے سکتے — میں نے ساری عمر سانپوں میں گزاری ہے — میں جانتا ہوں۔ سانپ سوائے دیوتا کے اور کسی کے آگے اپنا سر نہیں جھکاتا — آپ مجھے آشیرباد دیں۔"

عنبر نے کہا:

"ناگ بھائی، دے دو آشیرباد اس پیرے کو — بے چارہ بڑی عاجزی سے درخواست کر رہا ہے۔"

اتنے میں لوگوں میں سے ایک ہٹا کٹا، لمبا تڑنگا دلی شہر کا سب سے مشہور قاتل اور غنڈہ موتی ہاتھ میں خنجر لیے چھلانگ لگا کر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیرے کے پیچھے آکر بولا:

"خبردار پیرے، اس مسلمان کے آگے یوں ہاتھ نہ پھیلاؤ۔ تم ہندو ہو۔ جو کہنا ہے مجھ سے کہو، میں بھی ہندو ہوں اور ساری دلی کا مالک ہوں۔ میں تمہاری غرض پوری کردوں گا۔ یہ بھوکا ننگا مسلمان تمہیں کیا دے سکتا ہے جس کے پاس حلوہ پوری کے لیے بھی پیسے نہیں ہوں گے۔"

یہ ناگ کی سخت بے عزتی تھی۔ عنبر اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ وہ موتی غنڈے کی گردن توڑنے کے لیے آگے بڑھا ہی تھا کہ ناگ نے اسے روک دیا۔

"نہیں عنبر، اسے معاف کردو۔ اس نے ہمیں مسلمان کہا ہے اور مسلمان معاف کردیتا ہے۔ وہ اپنے لیے نہیں، خدا کے لیے لڑتا ہے۔"

لوگ دم بخود ہوکر کھڑے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ موتی غنڈہ بڑا زبردست بدمعاش ہے اور کسی کو قتل کر دینا اس کے لیے معمولی بات ہے۔ اس کی بات کو تو قلعے کے اندر بادشاہ بھی نہیں ٹال سکتا تھا، کیونکہ مغل حکومت کمزور ہو چکی تھی، وہاں جو ہندو کھڑے تھے وہ خوش ہو رہے تھے کہ ابھی موتی غنڈہ ان دونوں مسلمانوں کو مار مار کر ان کا کچومر نکال دے گا اور جو مسلمان وہاں کھڑے تھے۔ وہ سوچ رہے تھے کہ اگر ہندو غنڈے نے ان دونوں مسلمانوں

پر حملہ کیا تو وہ اس پر ٹوٹ پڑیں گے۔

ناگ ابھی تک دری پر بیٹھا ہوا تھا اور سانپ اس کے سامنے کنڈلی مارے ہوئے تھا۔ پیرا ہاتھ جوڑے کبھی موتی غنڈے کا منہ تکتا تھا اور کبھی ناگ کی طرف دیکھتا تھا۔ ناگ کے روکنے سے عنبر پیچھے ہٹ گیا اور ناگ کی طرف دیکھ کر بولا:

"میں تمہاری وجہ سے اسے کچھ نہیں کہوں گا۔"

موتی غنڈے نے نعرہ لگا کر کہا:

"اے ذلیل مسلمان، میں تمہیں اور تمہارے اسلام کو کیا سمجھتا ہوں۔ ہاہاہا۔"

اب ناگ سے برداشت نہیں ہوسکا۔ کوئی بھی مسلمان یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ اس کے سامنے کوئی اس کے دین اسلام کی بے عزتی کرے وہ اسلام کے لیے ہر وقت جان دینے پر تیار رہتا ہے۔ ناگ نے سانپ کو اشارا کیا۔ سانپ کنڈلی مارے مارے ایک چھلانگ لگا کر موتی غنڈے کے سر پر پہنچ گیا۔ مگر موتی غنڈہ بڑا ہوشیار نکلا۔ اس نے تلوار کے ایک ہی وار سے سانپ کے دو ٹکڑے کردیے۔ ہجوم میں ہندوؤں نے خوشی سے نعرے لگانے شروع کر دیے۔ مسلمانوں کے دل بجھ سے گئے۔ وہ حملہ کرنے کے لیے پر تولنے لگے۔ سانپ کی موت کے ساتھ ہی ناگ اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔ عنبر نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر پیچھے کرتے ہوئے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ناگ، یہ میرا شکار ہے۔"

موتی غنڈے نے للکار ماری اور کہا:

"تو بھی سامنے آکر دیکھ لے — اس تلوار سے سانپ کی طرح تیرے بھی ٹکڑے اڑا دوں گا۔"

اور موتی غنڈہ تلوار لہراتا میدان میں کود پڑا۔ وہاں ہندو زیادہ تھے۔ مسلمان تھوڑے تھے — مسلمانوں نے عنبر کی جان بچانے کے لیے ذرا ایک قدم اٹھایا تو ہندو سامنے خنجر تلواریں لے کر آگئے۔

"خبردار، کوئی آگے نہ بڑھے۔ ایک کا مقابلہ ایک سے ہونے دو۔"

ایک بوڑھے مسلمان نے کہا:

"وہ مسلمان بے چارا نہتا ہے۔"

موتی غنڈے نے کہا:

"اسے ایک تلوار دے دو۔"

اس پر عنبر نے مسکرا کر کہا:

"نہیں، میں نہتا ہی لڑوں گا۔"

اس پر ہجوم میں مسلمانوں نے نعرہ تکبیر اللہ اکبر کے نعرے لگائے۔

ہندو غنڈہ تلوار چلاتا عنبر کی طرف بڑھا اور بولا:

"اب بھی تلوار لے لے — کیوں اپنی موت کو آواز دے رہا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"موتی غنڈے، جو کچھ کہتا ہے کہہ لے — کیوں کہ آج تمہاری زندگی کا آخری دن ہے — ابھی تھوڑی دیر بعد تیری زبان ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو چکی ہوگی۔"

موتی غنڈے نے غصے میں آکر تلوار ہوا میں لہرائی اور پوری طاقت سے عنبر پر حملہ کر دیا — تلوار عنبر کے قریب سے نکل گئی — عنبر کو تلوار نہ لگ سکی — لوگ خوف کے مارے چپ تھے — پھر ہندوؤں نے نعرے لگا کر موتی غنڈے کا حوصلہ بڑھانا شروع کیا —

"موتی، اس مسلے کو مار دو۔ اس کی گردن اتار دو۔ اس مسلمان کو مزہ چکھا دو۔"

موتی غنڈے نے دوسرا وار کیا — عنبر اچھل کر ایک طرف ہو گیا۔ وہ ہندو غنڈے کو زندہ رہنے کا تھوڑا سا اور موقع دینا چاہتا تھا۔ اس نے موتی سے کہا:

"موتی، اب تیری زندگی کے چند ایک ہی سانس باقی رہ گئے ہیں — لو اب میں وار کرنے آ رہا ہوں۔"

عنبر نے پہلی بار 'یا علیؑ' اور 'اللہ اکبر' کا نعرہ لگایا اور اچھل کر موتی کے سامنے آگیا — موتی غنڈے نے دونوں ہاتھوں میں تلوار لے کر عنبر کے سر پر پوری طاقت سے وار کر دیا — اس قدر اونچی آواز پیدا ہوئی کہ جیسے کسی نے چٹان پر زور سے کلہاڑا مارا ہو۔ اس کے بعد لوگوں نے جو کچھ دیکھا وہ انہوں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تلوار ایک جھنکار کے ساتھ ٹوٹ کر دور جا گری اور صرف اس کا دستہ ہندو غنڈے کے ہاتھ میں رہ گیا۔ اُس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا تھا کہ یہ کیا ہوا ہے۔ وہ کبھی عنبر کو دیکھتا اور کبھی اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تلوار کے ٹوٹے ہوئے دستے کو۔

عنبر نے گرج کر کہا:

"او کافر، اب اللہ کے شیر کا وار بھی دیکھ۔"

عنبر نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ مارا۔ ہندو غنڈے کے ہاتھ سے تلوار کا دستہ اس کی کلائی سمیت نیچے زمین پر گر پڑا۔ خون کی ایک دھار غنڈے کی کلائی سے نکل کر فوارے کی طرح گرنے لگی۔ عنبر نے اس کے ساتھ ہی اسے گردن سے پکڑ کر ہوا میں اتنے زور سے اچھالا کہ وہ اوپر درخت سے ٹکرا کر دھڑام سے نیچے گرا اور اس کی ہڈیاں چورا ہو گئیں۔ مسلمانوں نے نعرہ تکبیر اللہ اکبر کے نعرے لگائے اور آگے بڑھ کر عنبر کو کندھوں پر اٹھایا۔ ہندو وہاں سے دُم دبا کر بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے جلوس بنا کر عنبر کو ساتھ لیا اور جامع مسجد کی طرف روانہ ہو گئے۔ ناگ مسکراتے ہوئے ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ جامع مسجد کی سیڑھیوں پر پہنچ کر عنبر نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو ہجوم سے چھڑایا اور انہیں کہا کہ وہ اب اپنے اپنے کاروبار پر جائیں۔

اس کافر نے خدا کی شان میں گستاخی کرنے کی جرأت کی تھی۔

جس نے اسے اس کا مزا چکھا دیا۔ یہ میری طاقت نہیں تھی، بلکہ اللہ کی طاقت تھی۔"

لوگ اچھل اچھل کر نعرے لگانے لگے۔ ناگ نے عنبر کا ہاتھ پکڑا اور اسے کھینچتا ہوا ہجوم سے باہر نکال کر لے گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تین سو سال پیچھے

عنبر اور ناگ نے سرائے میں آکر دم لیا۔

"یار آج تو صبح صبح جنگ ہو گئی تھی۔" ناگ نے اپنے کرتے کے بٹن بند کرتے ہوئے کہا۔ عنبر اپنے بالوں میں انگلیاں پھیر رہا تھا۔ لگا:

"یہ تو کفر کے خلاف جہاد تھا ناگ۔"

"ہاں بے شک یہ جہاد تھا اور خدا نے ہمیں اس میں فتح دی" عنبر کہنے لگا:

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں کچھ دیر کے لیے شہر سے باہر ہی کسی باغ میں ٹھکانہ بنانا چاہیے، کیونکہ یہ شہر کے لوگ یہاں ہمارا ناک میں دم کر دیں گے۔"

ناگ نے کہا:

"بڑا نیک خیال ہے، کیونکہ جن لوگوں نے شہر میں ہمارا جلوس نکالا ہے وہ ہمارا مزار بنانے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔"

"تو پھر چل کر قطب صاحب کی لاٹ کے پاس رہنے کا ٹھکانا بنا

R/73

جب تک قافلہ آنے لگا تو یہاں ماریا کو دیکھنے واپس آجائیں گے۔"

دونوں صدیوں کے دوستوں نے دوپہر کا کھانا کاروان سرائے کی کوٹھڑی میں ہی کھایا۔ اس لیے کہ انہیں دلی شہر کے لوگوں کے کھانے پسند تھے۔ ورنہ انہیں نہ کھانے کی ضرورت ہوتی تھی اور نہ پینے کی۔ اس وقت بھی باہر لوگ اکٹھے ہونا شروع ہو گئے تھے۔ جوں ہی وہ دونوں باہر نکلے۔ لوگ نعرے لگانے لگے۔

ناگ نے عنبر سے کہا:

"بھاگو میاں یہاں سے، یہ آج ہمارا مزار بنا کر ہی دم لیں گے۔"

اور دونوں ایک طرف کو اٹھ دوڑے۔ لوگ نعرے لگاتے ان کے پیچھے دوڑنے لگے۔ مگر شہر کے دروازے سے باہر نکلتے ہی لوگوں نے دیکھا کہ ایک دوست تو غائب ہو گیا اور دوسرے کی رفتار اتنی تیز ہو گئی کہ دیکھتے دیکھتے وہ نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اب تو لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہ دونوں بڑی کرنی والے نوجوان بزرگ تھے، لیکن وہ ان کے ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ لوگ ایک دوسرے سے باتیں کرتے اور ہاتھ ہی ملتے رہ گئے۔

قطب کی صاحب کی لاٹ کے پاس پہنچ کر عنبر بھی رک گیا۔ وہ طوفان میل کی طرح بھاگا آ رہا تھا۔ اور ناگ اس کے سر کے اوپر غائب ہو کر اڑتا چلا آ رہا تھا۔ ناگ نیچے اتر آیا۔ سانپ کا مہرہ اس نے منہ سے نکال کر جیب میں رکھ لیا۔ وہ قطب کی لاٹ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سامنے والے پکڑ کے گھنے درختوں کے نیچے بنے ہوئے خوب صورت گول چبوترے پر جا کر ٹھنڈی چھاؤں میں بیٹھ گئے۔ دلی کی گرمی سے وہ بھی تنگ آ رہے تھے مگر درختوں کی چھاؤں بڑی ٹھنڈی تھی۔ قطب کی لاٹ کا سرخ پتھر دھوپ میں چمک رہا تھا اور ابھی اس کی سب سے اوپر والی منزل گری نہیں تھی۔ ساری منزلیں سلامت تھیں۔ یہ جگہ اس زمانے میں بڑی سنسان تھی۔ ارد گرد کوئی آبادی نہیں تھی۔

دھوپ ڈھلنے تک انھوں نے وہاں آرام کیا۔ ناگ تو بڑے مزے سے ٹھنڈی چھاؤں میں سو رہا تھا۔ دوپہر ڈھلنے کے بعد ٹھنڈی ہوا چلنے لگی تھی۔ عنبر نے دیکھا کہ ناگ گہری نیند سو رہا ہے اور خراٹے بھی لے رہا تھا۔ ناگ کے خراٹے سانپ کی شوکر کی طرح سے ہوتے تھے۔ اگر کوئی آنکھ بند کرے تو ایسا لگے کہ کوئی اژدہا پھنکار رہا ہے۔

عنبر کا جی چاہا کہ اس خوشگوار موسم میں سیر کرے۔

سیر سے واپس آنے کے بعد عنبر نے ناگ کو اٹھایا اور شہر کی طرف چل دیے۔ اور سرائے میں جا کر انھوں نے معلوم کیا کہ میسور سے چلا ہوا قافلہ دلی کب پہنچ رہا ہے۔ انہیں پتا چلا کہ قافلہ دوپہر کے بعد پہنچنے والا ہے۔ ناگ اور عنبر دونوں بڑے خوش ہوئے اور بے تابی سے قافلے کا انتظار کرنے لگے۔ انھیں یقین تھا کہ ماریا اسی قافلے میں پہنچنے والی ہے۔

ناگ اور عنبر نے سرائے کے باہر چبوترے پر بچھی ہوئی دری پر بیٹھ

کر قہوہ پیا اور پھر باتیں کرنے لگے۔ جوں جوں قافلے کے آنے کا وقت قریب آ رہا تھا ان کی بے چینی بڑھ رہی تھی۔ ماریا سے مل کر دونوں دلی سے کسی دوسرے ملک کے لیے روانہ ہونا چاہتے تھے۔ یوں ہی ناگ کے دل میں خیال آیا کہ کچھ دیر شاہ باغ کی سیر کرتے ہیں۔

دونوں سرائے سے اٹھ کر شہر کے دروازے سے باہر نکلے اور شاہ باغ میں آ گئے۔ یہ وہی تاریخی باغ تھا جہاں سو سال بعد مغل شہزادوں کا قتل عام ہونے والا تھا۔ باغ کے درختوں پر پرندے چہچہا رہے تھے۔ گرمی خوب پڑ رہی تھی۔ مگر باغ میں درختوں کے سایوں کے نیچے بڑی ٹھنڈک تھی۔ وہ بارہ دری سے گزر کر ایک مسجد میں آ گئے۔ یہ سنگِ مرمر کی بنی ہوئی چھوٹی سی مسجد تھی جہاں شاہی محل کے امرا جمعہ کی نماز آ کر پڑھا کرتے تھے۔ مسجد کے صحن میں نیم کے گھنے درختوں کی ٹھنڈی چھاؤں تھی۔ دونوں دوست اس چھاؤں میں بیٹھ گئے۔

ٹھنڈی ہوا کے جھونکے چل رہے تھے۔ ان کو باتیں کرتے کرتے نیند آ گئی اور وہ سو گئے۔

جب وہ سو کر اٹھے تو دوپہر ڈھل چکی تھی۔ دھوپ کا رنگ سنہری پڑ رہا تھا۔ ناگ نے آنکھیں مل کر کہا:

"یار، ہم کافی دیر سوتے رہے ہیں۔"

عنبر بولا:

"ہاں، کوئی دو گھنٹے تو سوئے ہوں گے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"چلو شہر چلتے ہیں۔ ماریا کا قافلہ آنے ہی والا ہے۔ بلکہ کہیں آ ہی نہ گیا ہو۔"

دونوں باغ سے نکل کر سڑک پر آئے تو انہیں سڑک پر کچھ تبدیلی سی محسوس ہوئی۔ جب وہ سونے کے لیے باغ میں داخل ہوئے تھے تو اس سڑک پر پتھر ہی پتھر تھے جنہیں کوٹ کر ہموار کیا گیا تھا لیکن اب سڑک پر ایک بھی پتھر نہیں تھا۔ درختوں پر بھی کوئی پرندہ نہیں بول رہا تھا۔

ناگ نے عنبر کی طرف دیکھ کر کہا:

"اس سڑک کے پتھر کہاں چلے گئے؟"

"یہی میں سوچ سوچ کر حیران ہو رہا ہوں۔ یہاں تو پتھروں کی سڑک تھی۔ اب مٹی اڑ رہی ہے۔ کیا اس شہر میں سڑک بھی چرا کر لے جاتے ہیں۔"

دونوں شہر کے دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ لوگوں کے لباس مغلیہ طرز کے نہیں تھے بلکہ ایرانی اور کچھ کچھ ترکی لباس تھے۔ وہ تعجب سے ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ شہر کی دیوار بھی جگہ جگہ سے گری ہوئی اور ٹوٹی پھوٹی تھی۔

"یہ کیا بات ہے عنبر؟" ناگ نے کہا۔

وہ شہر میں داخل ہو گئے۔ ابھی دو گھنٹے پہلے وہ جن دکانوں اور دکانداروں کو وہاں چھوڑ گئے تھے، اُن میں سے ایک بھی دکان وہاں نہیں تھی۔ دکانوں کی جگہ وہاں گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔

عنبر بولا:

"کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے ناگ۔"

شہر کا حلیہ پہلے ایسا نہیں تھا۔ مغلیہ عہد کے دو منزلہ مکان وہاں نہیں تھے۔ اب ایک منزلہ مکانوں پر چھتوں کی جگہ پردے گرے ہوئے تھے۔ ایک دکاندار سر پر بڑی سی ترکی گول پگڑی باندھے بیٹھا تربوز بیچ رہا تھا۔ عنبر نے اسے السلام علیکم کہا۔ اس نے ترکی لہجے میں وعلیکم السلام کہا۔ اور ترکی میں پوچھا:

"کیا چاہیے بھائی؟"

عنبر نے ناگ کی طرف دیکھا اور کہا:

"ایک گھنٹے پہلے تو یہاں کے دکاندار اردو بولتے تھے۔ یہ ترکی زبان کہاں سے آ گئی؟"

ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ کسی گہری سوچ میں تھا۔ عنبر نے جیب سے سونے کی ایک اشرفی نکال کر دکاندار کو دی اور ترکی زبان میں کہا:

"ایک تربوز دے دو ہمیں بھائی۔"

دکاندار نے عنبر کے ہاتھ سے سونے کا سکہ لے کر اسے الٹ پلٹ کر غور سے دیکھا اور پھر بڑی بڑی آنکھیں پوری کھول کر بولا:

"برادر، یہ سکہ تم نے کہاں سے لیا ہے؟"

عنبر نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہم نے دہلی میں ہی لیا تھا۔"

دکاندار نے دوسرے گاہکوں کو وہ سکہ دکھا کر کہا:

"بھائیو ذرا دیکھو تو اس سکے پر کس بادشاہ کا نام لکھا ہے؟"

ایک گاہک نے سکے پر نام پڑھ کر کہا:

"اس پر تو کسی شاہ عالم ثانی بادشاہ کا نام لکھا ہے۔"

دکاندار نے سر کھجاتے ہوئے پوچھا:

"بھائی، یہ کس ملک کا بادشاہ ہے؟"

عنبر نے کہا:

"ہندوستان کا مغل بادشاہ ہے اور لال قلعے میں — اسی دلی شہر میں اس کا دربار لگتا ہے۔ کیا تم کو نہیں معلوم؟"

کچھ اور لوگ بھی وہاں اکٹھے ہو گئے اور عنبر کی اس بات پر ہنسنے لگے —

دکاندار نے سکہ واپس کرتے ہوئے کہا:

"بھائی تم کس شاہ عالم بادشاہ کی بات کر رہے ہو؟"

ناگ بولا:

"جو مغل بادشاہ ہے۔"

"کون مغل؟" دکاندار نے تعجب سے پوچھا۔

اب عنبر اور ناگ سمجھ گئے کہ ان کے ساتھ کیا حادثہ ہو گیا ہے۔

عنبر نے اپنا شک دور کرنے کے لیے دکاندار سے پوچھا:

"کیا دہلی پر مغل بادشاہوں کی حکومت نہیں ہے؟"

دکاندار نے کہا:

"بھائی دہلی پر تو اس وقت شہاب الدین غوری کی حکومت ہے۔"

عنبر اور ناگ کو ایک جھٹکا سا لگا اور وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئے۔ جب وہ دونوں شاہ باغ میں سو رہے تھے تو تاریخ کا وقت ایک دم سے تین سو سال پیچھے چلا گیا تھا — زمانہ بدل گیا تھا۔ اب دہلی پر مغلوں کی نہیں، بلکہ شہاب الدین غوری کی حکومت تھی اور شہر میں ایرانی اور ترکی زبان ہی بولی اور سمجھی جاتی ہے — اردو ابھی کسی کو نہیں آتی تھی۔ لوگ عنبر اور ناگ کے لباس کو بھی حیرت سے دیکھنے لگے۔ کوئی کہتا کہ یہ دونوں پاگل ہیں۔ انہیں قلعے کے پاگل خانے میں بھجوا دو — کوئی کہتا کہ یہ مرہٹوں کے جاسوس ہیں۔ انہیں فوج کے حوالے کر دو۔

اتنے میں دو فوجی بھی وہاں آ گئے — انہوں نے سارا معاملہ سنا اور سونے کے سکے بھی دیکھے — دونوں فوجیوں نے پرانے افغانوں کی طرز پر گول پگڑیاں باندھ رکھی تھیں — بڑی گھیر دار شلواریں اور لمبے کرتے تھے۔ کمر پر ڈھال بندھی تھی اور پہلو میں خم دار تلواریں لٹک رہی تھیں۔ کندھے پر تیر کمان بھی تھے۔ عنبر نے کہا:

"ہم جاسوس نہیں ہیں۔"

فوجی بولا:

"تو پھر تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر اور ناگ اب انہیں کیا بتاتے کہ وہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔ وہ انہیں سمجھانے کی کوشش کرتے تو فوجی اور زیادہ الجھ جاتے۔ آخر انہوں نے عنبر اور ناگ کو گرفتار کر لیا — اور کہا:

"تمہیں دربار میں پیش کیا جائے گا — تم مرہٹوں کے جاسوس ہو۔ چلو ہمارے ساتھ"

عنبر اور ناگ اگر چاہتے تو وہاں سے بڑی آسانی سے فرار ہو سکتے تھے — لیکن ناگ نے عنبر سے کہا:

"بھائی جب یہ انقلاب آ ہی گیا ہے تو چلو ذرا دربار کی سیر بھی کر لیں — اب تو خدا جانے وہ قافلہ بھی کہاں تتر بتر ہو گیا ہوگا، جس کے ساتھ ماریا سفر کر رہی تھی۔"

فوجی دونوں کو گھوڑے پر بٹھا کر قلعے کے اندر لے گئے — قلعے کا وہ ایک رُوپ ہی نہیں تھا — یہ ایک عارضی سا قلعہ لگتا تھا جس کی دیواریں یونہی بڑے بڑے پتھر رکھ کر اٹھائی گئی تھیں اور یہ اُس جگہ پر نہیں تھا، جہاں بعد میں مغل بادشاہوں نے قلعہ بنایا — بھورے رنگ کے پتھروں کا ایک محل قلعے کے اندر بنا ہوا تھا۔ اس محل میں شہاب الدین غوری کا گورنر دربار لگاتا تھا۔ غوری جو کہ شمالی ہندوستان میں اپنی سلطنت قائم کر چکا تھا — اس وقت مرہٹوں کے ساتھ جنگ کرنے الہ آباد کی طرف گیا ہوا تھا — جہاں مرہٹوں کا ایک لشکر دہلی پر حملہ کرنے کے لیے آ رہا تھا —

گورنر کے سامنے عنبر اور ناگ کو پیش کیا گیا — گورنر نے غور سے ان دونوں کو دیکھا اور وہی سوال کیا کہ تم کون ہو۔ اگر سچ سچ بتا دو گے تو تمہاری جان بخشی کر دی جائے گی۔

عنبر نے کہا:

"جناب والا، ہم مسلمان ہیں اور شاہ باغ میں سو رہے تھے۔ جب اٹھے تو وہاں ایک چبوترے پر ہیں یہ سونے کے سکے ملے۔ ہم ملک مصر کے رہنے والے ہیں۔ اس سے زیادہ ہم کچھ نہیں جانتے۔"

عنبر نے گورنر کو یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ تاریخ کے ساتھ ساتھ سفر کر رہے ہیں اور شاہ باغ میں سوتے سوتے شاہ عالم ثانی کا عہد نکل گیا تھا اور وہ تین سو برس پیچھے چلے آئے ہیں۔ کیونکہ یہ عنبر، ناگ اور ماریا کا واپسی کا سفر تھا اور وہ واپس پانچ ہزار سال پرانے مصر کی طرف سفر کر رہے تھے — گورنر کو ان کی بات پر یقین نہ آیا — اس نے حکم دیا کہ جب تک سلطان غوری جنگ سے واپس نہیں آتے، ان جاسوسوں کو قید میں ڈال دیا جائے —

دلچسپ مہم

عنبر اور ناگ کو قلعے کے ایک تہ خانے میں بند کر دیا گیا۔

ناگ بولا:

"اب کیا ارادے ہیں — اس گورنر نے ہمارے ساتھ جو سلوک کرنا تھا کر چکا — اب ہم یہاں قید خانے میں وقت ضائع نہیں کر سکتے — ہمیں ماریا کو بھی تلاش کرنا ہے۔"

بات ٹھیک تھی اور عنبر کی سمجھ میں آ رہی تھی — وہ بولا:

"تو پھر چلو، ابھی یہاں سے نکل چلتے ہیں۔ ہمارے لیے فرار ہونا کون سی مشکل بات ہے۔"

ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ تہ خانے کا دروازہ کھلا اور دو سپاہی اندر آ گئے۔۔۔ انہوں نے عنبر سے کہا کہ گورنر خاقان نے انہیں ابھی بلایا ہے —

عنبر نے ناگ کی طرف دیکھا — ناگ نے کہا:

"چلو، ملاقات کرنے میں کیا حرج ہے۔"

اس پر ایک سپاہی نے پلٹ کر غصے سے کہا:

"یہ تم کس زبان میں بات کر رہے ہو؟"

ناگ نے کہا:

"میں ایک ایسی زبان میں بات کر رہا تھا جو آج سے تین سو سال بعد اس ملک میں بولی جائے گی اور جس کا نام اردو ہوگا۔"

سپاہی نے کہا:

"تمہیں یہ زبان کیسے آ گئی؟"

ناگ بولا:

"یہ راز تم نہیں سمجھ سکو گے۔ چلو گورنر خاقان کے پاس چلتے ہیں۔"

اس وقت عنبر اور ناگ کو خاقان اعظم کے کمرہ خاص میں پیش کر دیا گیا — خاقان اعظم کچھ پریشان تھا۔ اور ہاتھ پیٹھ پر رکھے ٹہل رہا تھا۔ عنبر اور ناگ کو دیکھ کر اس نے سپاہیوں کو اشارہ کیا کہ وہ چلے جائیں — جب کمرہ خاص میں وہ تینوں اکیلے رہ گئے تو خاقان اعظم نے عنبر کی طرف دیکھ کر اپنی کمر میں سے اچانک چمکتا ہوا خنجر نکال لیا اور عنبر کی طرف اس کی نوک کر کے کہا:

"میں جانتا ہوں، تم دونوں مرہٹوں کے جاسوس ہو، لیکن تم مسلمان بھی ہو — ہم بھی مسلمان ہیں — اس وقت مرہٹوں کی طرف سے دلی کی اسلامی سلطنت کو سخت خطرہ ہے — مرہٹے دس لاکھ کا زبردست لشکر لے کر دہلی سے تین سو میل نیچے دریائے گوگرہ کے پار جمع ہیں — سلطان شہاب الدین غوری دریا کے اس کنارے پر دشمن سے مقابلے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ے لیے تیار بیٹھا ہے، لیکن مسلمانوں کا لشکر کافروں کے مقابلے میں بہت تھوڑا ہے۔ ہمارے لشکر میں صرف دو لاکھ فوج ہے اور توپیں بھی دشمن کے مقابلے میں کم ہیں۔"

ناگ نے کہا:

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟"

خاقان اعظم نے خنجر لہرا کر کہا:

"تم جاسوس ہو۔ تمہیں مرہٹوں نے ہمارے محل میں فوج کے راز معلوم کرنے کے لیے بھیجا ہے، لیکن اگر تم اپنی آخرت سنوارنا چاہتے ہو تو اس وقت مسلمان لشکر کی مدد کرو اور ہمیں بتا دو کہ دشمن نے دریا پار کس کس مقام پر توپیں لگا رکھی ہیں اور وہ کب دریا پار کر کے حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"خاقان اعظم، پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر آپ ہماری مدد چاہتے ہیں تو اس خنجر کو واپس اس کے نیام میں ڈال لیں۔"

خاقان اعظم نے طیش میں کہا:

"یہ خنجر میں باہر ہی رکھوں گا۔ اس لیے کہ اگر تم نے دشمن کے راز نہ بتائے تو اسی خنجر سے میں تم دونوں لڑکوں کو اسی جگہ ذبح کر دوں گا۔ میں چنگیز و ہلاکو کی اولاد میں سے ہوں اور دشمن کو قتل کرنا میرے لیے کوئی نئی بات نہیں ہے۔"

عنبر بولا:

"ہم چنگیز خان کو بھی جانتے ہیں اور ہلاکو خان سے بھی ایک بار مل چکے ہیں اور اپنے واپسی کے اس سفر میں ان سے ایک بار پھر ملاقات کریں گے۔ اس لیے ہمیں یہ کہہ کر ڈرانے کی کوشش نہ کرو۔"

خاقان اعظم نے خنجر لہرا کر کہا:

"پاگلو! ایسی باتیں کر کے تم اپنے آپ کو پاگل ثابت نہیں کر سکتے۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم پاگل نہیں ہو اور مرہٹوں کی جاسوسی کرنے یہاں آئے ہو۔ اب جلدی بتاؤ مرہٹوں نے دریا پار اپنی توپیں کہاں لگا رکھی ہیں؟"

اب تو عنبر اور ناگ دونوں کو بھی غصہ آگیا۔ اصل میں خاقان اعظم کو بات کرنے کا طریقہ نہیں آیا تھا۔ اسے پیار محبت سے کام نکالنا چاہیے تھا، لیکن وہ الٹی کھوپڑی کا آدمی تھا اور عنبر کی بھی کھوپڑی الٹ گئی تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر خاقان کے ہاتھ سے خنجر جھٹک کر پرے پھینک دیا۔ یہ گستاخی ایسی تھی کہ جس کی سزا قتل کے سوا اور کچھ نہیں تھی۔ خاقان پیچھے ہٹا اور دیوار کے ساتھ لگی تلوار کھینچ کر عنبر پر وار کر دیا۔ عنبر نے وار اپنے بازو پر لے لیا۔ تلوار عنبر کے بازو سے ٹکرا کر ٹوٹ گئی۔ خاقان اعظم دنگ سا ہو کر رہ گیا۔ اس نے خیال کیا کہ ہو سکتا ہے، اس نوجوان نے آستین کے نیچے لوہے کی برگستین پہن رکھی ہو۔ اس نے دوسری تلوار دیوار سے اتار لی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا:

"سنو خاقان، تم اپنی فوج کی ساری تلواریں بھی لے آؤ، تو میرے جسم پر ایک خراش تک نہ ڈال سکو گے۔ اس لیے کہ میں تمہاری تلواروں اور نیزوں سے بلند ہوں۔"

ناگ بولا:

"اور میں تمہارے سر سے بھی بلند ہوں — اگر میں چاہوں تو تمہیں اسی جگہ کھڑے کھڑے ہاتھی کی سونڈ میں لپیٹ کر فرش پر پٹخ کر ہلاک کر سکتا ہوں، مگر ہم ایسا نہیں کریں گے۔"

عنبر نے کہا:

"اس لیے کہ تم بھی مسلمان ہو اور ہم بھی مسلمان ہیں اور مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہوتا ہے اور ایک دوسرے کی مدد کرتا ہے۔"

خاقان اعظم کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ نوجوان لڑکے کس قسم کی باتیں کر رہے ہیں — ایک بات پر وہ ضرور حیران تھا کہ عنبر پر تلوار کے وار نے اثر نہیں کیا تھا کہ اس کے کرتے کے نیچے لوہے کی جالی بھی نہیں تھی — اس نے عنبر سے کہا:

"کیا تم جادوگر ہو؟"

ناگ بولا:

"ہاں! ہم ملک مصر کا پرانا جادو جانتے ہیں۔ میں جادو کے ذریعے غائب بھی ہو سکتا ہوں۔"

اور اتنا کہتے ہی ناگ نے مہرہ نکال کر منہ میں رکھا اور غائب ہو گیا۔ خاقان اعظم آنکھیں مل کر ادھر ادھر تکنے لگا کہ ناگ کہاں غائب ہو گیا ہے۔ ناگ نے مہرہ منہ سے نکالا اور پھر ظاہر ہو گیا۔

"اب تمہیں ہماری طاقت کا یقین آ گیا ہو گا — اب تم غور کرو کہ ہمیں کسی کافر کے لیے جاسوسی کرنے کی کیا ضرورت تھی اور اگر ہم چاہتے تو تمہاری قید سے بھی آسانی کے ساتھ باہر نکل سکتے تھے۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ پہلے ہم پر جو جاسوسی کا الزام لگایا ہے اسے واپس لیا جائے۔"

خاقان اعظم سمجھ گیا کہ یہ دونوں کوئی بہت بڑے جادوگر ہیں — اور ان سے بڑا کام لیا جا سکتا ہے — اس نے مسکرا کر کہا:

"میں نے تم پر جاسوسی کا جو الزام لگایا تھا، اسے واپس لیتا ہوں۔ اب بتاؤ، تم ایک مسلمان سلطنت کے لیے، اسلام کے لیے کافروں کی فوج کے راز ہمیں لا کر دو گے؟"

عنبر نے کہا:

"ہم یہ کام کریں گے، مگر نہ تمہارے لیے اور نہ شہاب الدین غوری کے لیے، بلکہ صرف اسلام اور مسلمانوں کے لیے۔"

خاقان اعظم نے عنبر سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا:

"ہمیں ایسے ہی جانباز اور سچے مسلمانوں کی ضرورت ہے، جو کسی شخص یا لالچ کے لیے نہیں، بلکہ صرف اسلام اور اسلام کے لیے جہاد کریں۔ میرے ساتھ آؤ۔ میں آج ہی تمہیں ایک خاص دستے کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ساتھ سلطان کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔"

عنبر نے کہا:

"لیکن کیا آپ ہمیں ایک بات بتا سکتے ہیں؟"

"ضرور پوچھو۔ تم کون سی بات پوچھنا چاہتے ہو۔"

عنبر نے کہا:

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ میسور سے جو قافلے دہلی کی طرف آتے ہیں وہ کس کاروان سرائے میں ٹھہرتے ہیں؟"

خاقان اعظم کے ماتھے پر بل آ گیا — اس نے کہا:

"اے نوجوان، تم نے پھر میرے دل میں شک ڈالنے والا سوال پوچھا ہے — تمہیں معلوم نہیں کہ میسور کا علاقہ ہمارے دشمن مرہٹوں کا علاقہ ہے اور ادھر سے کسی قافلے کے دہلی آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

ناگ نے کہا:

"اصل بات یہ ہے کہ آج سے تین سو سال پہلے ہماری ایک بہن جس کا نام ماریا ہے اس قافلے میں دہلی کے لیے روانہ ہوئی تھی۔ ہم اس کی تلاش میں ہیں۔"

خاقان اعظم نے سر جھٹک کر کہا:

"ویسے کبھی کسی وقت مجھے شک پڑتا ہے کہ تم سچ مچ پاگل ہو۔ کیونکہ جو قافلہ میسور سے آج سے تین سو سال پہلے چلا تھا،

سکتا ہے کہ وہ ابھی تک دہلی کی طرف آ رہا ہو؟"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"ایسا ہو سکتا ہے — اگر آپ ہماری جگہ ہوتے تو آپ بھی کہتے کہ ایسا ہو سکتا ہے۔"

خاقان اعظم نے کہا:

"تو پھر آپ جادوگر ہو کر بھی یہ پتا نہیں چلا سکتے کہ وہ قافلہ اس وقت کہاں ہو گا۔"

خاقان نے یہ بات مذاق میں کہی تھی — ناگ نے کہا:

"ٹھیک ہے، ہم جادو کے ذریعے پتا چلا لیں گے۔"

اسی وقت ایک تیز رفتار دستہ تیار کیا گیا اور عنبر اور ناگ کو اس دستے کے ساتھ روانہ کر دیا — یہ ایک طوفانی سواروں کا دستہ تھا۔ دہلی شہر سے نکلتے ہی برق رفتار گھوڑوں نے ہوا سے باتیں کرنا شروع کر دیں — دس میل کے بعد ایک پڑاؤ آیا جہاں تازہ دم گھوڑے پہلے ہی سے تیار کھڑے تھے — ان گھوڑوں پر سوار ہو کر یہ لوگ آگے روانہ ہو گئے — اسی طرح منزلیں طے کرتے کرتے اور ایک رات نجیب آباد کی شاہی سرائے میں آرام کرنے کے بعد دوسرے روز یہ طوفانی سوار سلطان شہاب الدین غوری کے لشکر میں پہنچ گئے — بگل بجا کر شاہی دستے کی آمد کا اعلان کر دیا گیا — دستے کا کمان دار اسی وقت سلطان کی خدمت میں اس کے شاہی خیمے میں حاضر ہوا اور عنبر اور ناگ کو پیش

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کرتے ہوئے گورنر دلی خاقانِ اعظم کا خط دیا — عنبر اور ناگ نے دیکھا سلطان کا خیمہ بڑا سادہ تھا — اگرچہ سلطان شہاب الدین غوری ایک عظیم الشان بادشاہ تھا، لیکن اس کا خیمہ ایک سیدھے اور سچے مسلمان سپاہی کی طرح کا تھا — سلطان کے چہرے پر جلال ٹپک رہا تھا، لیکن اس وقت چہرے پر پریشانی تھی — اس نے خاقان کا خط پڑھ کر عنبر اور ناگ کی طرف گہری نظر ڈالی — عنبر بھی سلطان کو اسی نظر سے دیکھ رہا تھا۔ اس نے پانچ ہزار سال کے سفر میں سیکڑوں بڑے بڑے عالیشان بادشاہ دیکھے تھے۔ ایسے بادشاہ کہ جن کو دیکھ کر لوگ غش کھا کر گر پڑتے تھے اور جن کے ایک اشارے پر سیکڑوں لوگ قتل کر دیے جاتے تھے — سلطان شہاب الدین غوری بھی سمجھ گیا کہ یہ دونوں نوجوان کوئی معمولی انسان نہیں ہیں — ان کے چہروں پر ایک خاص قسم کی پُراسرار چمک تھی جو انہیں دوسرے عام لوگوں سے الگ کر رہی تھی۔

سلطان نے دونوں کو بیٹھنے کا اشارا کیا اور سپاہیوں کو خیمے سے باہر بھجوا دیا — عنبر اور ناگ خیمے کی دیوار کے ساتھ لگے گدّوں پر بیٹھ گئے — سلطان بھی تخت پر بیٹھ گیا — اس نے عنبر سے پوچھا:

"کیا تم مسلمان ہو اور مصر کے رہنے والے عرب ہو؟"

عنبر نے کہا:

"جی ہاں، ہم مسلمان ہیں اور مصر کے رہنے والے ہیں۔ میرا نام عنبر ہے اور میرے دوست کا نام ناگ ہے۔"

سلطان نے کہا:

"لیکن تمہارے نام تو کافروں جیسے ہیں۔"

عنبر نے کہا:

"اصل میں ہمارے نام شروع سے ہی یہی ہیں اور ہم ایک دوسرے کو اسی نام سے پکارتے ہیں۔"

سلطان نے پوچھا:

"تم نے کب اور کہاں اسلام قبول کیا تھا؟"

عنبر بولا:

"آج سے سات سو برس پہلے ہم نے دمشق میں ایک نیک دل بزرگ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے کلمہ پڑھا تھا۔"

سلطان خاموش رہا — اپنے خط میں دلی کے گورنر نے اُسے یہ بھی لکھا تھا کہ یہ دونوں نوجوان کبھی کبھی پاگلوں ایسی باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ ان باتوں پر دھیان نہ فرمائیے گا اور اصل بات کیجیے گا ان کے ساتھ — سلطان ٹہلنے لگا، پھر رک کر بولا:

"کیا تم خدا کو حاضر ناظر جان کر کہہ سکتے ہو کہ تم کافروں کے جاسوس نہیں ہو؟"

ناگ بولا:

"اول تو ہمیں آپ کے سامنے اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے، کیونکہ ہمیں آپ سے کوئی غرض نہیں — مطلب

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

آپ کو علم ہے ہے۔ اس کے باوجود ہم اسلام اور صرف اسلام کی خدمت کے لیے آپ کے پاس آئے ہیں۔"

سلطان شہاب الدین کے سامنے آج تک کسی کی جرأت نہیں ہوئی تھی کہ اس قسم کی بات کرتا۔ اسے ایک دم غصہ آیا۔ اس کا ہاتھ ایک بار اپنی تلوار کے قبضے پر گیا، لیکن پھر اس کی گرفت ڈھیلی ہو گئی۔ جانے کیوں سلطان کو عنبر اور ناگ کی سچائی پر یقین ہونے لگا تھا۔ اس نے گہرا سانس لے کر کہا:

"اس وقت ہم دہلی کی اسلامی سلطنت کو بچانا چاہتے ہیں۔ ہمارے سپاہیوں کے دل اسلام کے جذبے سے سرشار ہیں، لیکن مرہٹوں کی تعداد ہم سے کئی گنا ہے اور ان کے پاس ہزاروں توپیں بھی ہیں۔ ہمارا ایک ایک سپاہی اسلام کے نام پر کٹ مرے گا مگر دشمن کو دریا پار نہیں کرنے دے گا۔ اس کے باوجود کسی وقت خیال آتا ہے کہ جب سارے مجاہد شہید ہو گئے تو پھر کیا ہو گا۔ کیا دہلی کی گلیوں میں مسلمان عورتوں اور بچوں کا خون بہے گا۔ کیا کافر ہندو مرہٹے مسلمان گھروں میں گھس کر مسلمان شریف زادیوں کو بے عزت کریں گے؟"

عنبر نے بات کاٹ کر کہا:

"سلطان، ایسا نہیں ہو گا۔ خدا ہماری مدد کرے گا۔ ہم دشمن کو دریا پار کرنے سے پہلے ہی تباہ و برباد کر دیں گے۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

سلطان نے ناامید سا ہو کر کہا۔ عنبر اٹھ کر سلطان کے پاس جا کھڑا ہوا، پھر کہنے لگا:

"سلطان، میں جانتا ہوں کہ آپ غزنی اور قندھار سے ہندوستان میں صرف مسلمانوں کو ہندوؤں کے ظلم و ستم سے نجات دلانے آئے ہیں۔ آپ اس سے پہلے بھی مرہٹوں کو شکست دے چکے ہیں۔"

سلطان نے کہا:

"یہ تمہاری بات درست ہے، مگر اس بار جنوبی ہند کی ساری ہندو ریاستوں کی فوج مرہٹوں کے ساتھ مل گئی ہے۔ ان کی فوج کی تعداد دس لاکھ سے بھی بڑھ گئی ہے۔ جب کہ میرے پاس بڑی مشکل سے دو اڑھائی لاکھ کے قریب سپاہی ہوں گے۔"

عنبر نے کہا:

"خدا نے ہمیشہ زیادہ تعداد کے آگے کم تعداد مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی ہے۔ انشاءاللہ اس جنگ میں بھی آپ کو فتح ہو گی۔"

سلطان کہنے لگا:

اس کے لیے بڑی دانش مندی اور کمال کی جاسوسی کی بھی ضرورت ہے تاکہ دشمن کو حملہ کرنے سے پہلے ہی اتنا نقصان پہنچا دیا جائے کہ وہ پوری طاقت سے حملہ نہ کر سکے۔

ناگ نے کہا:

"ایسا ہو سکتا ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سلطان نے پوچھا:

"کیا تمہارا جادو دشمن کے راز معلوم کر سکتا ہے — مجھے اور کچھ نہیں چاہیے، میں صرف یہ پتا کرنا چاہتا ہوں کہ دشمن نے دریا پار اپنی توپیں کس جگہ رکھی ہیں اور اُن توپوں کے ساتھ وہ کس طرف سے دریا پار کرے گا — اس کے بعد میرے جانباز سپاہی اپنی جان لڑا دیں گے اور پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔"

عنبر نے کہا:

"سلطان، آپ خدا پر بھروسا رکھیں — ہم آج رات کو ہی دریا پار کر کے دشمن کے لشکر میں پہنچ جائیں گے اور ساری معلومات حاصل کر کے واپس آ جائیں گے۔"

سلطان بولا:

"لیکن مرہٹے تم دونوں کو پکڑ کر قتل کر دیں گے — تمہارا اس طرح ان کے لشکر میں جانا سخت خطرناک بات ہوگی۔"

ناگ نے کہا:

"ہم سادھوؤں کا بھیس بدل کر جائیں گے — آپ بے فکر رہیں۔ ہمیں کوئی قتل نہیں کرے گا۔"

سلطان نے کچھ فکر مند ہو کر کہا:

"پھر بھی میں سمجھ نہیں سکتا کہ تم ایک مکار مرہٹے کافر سردار ہولکر راؤ سے اپنے آپ کو کیسے بچا سکو گے۔ اس کی آنکھیں

ہیں۔ وہ رات کے اندھیرے میں زمین پر رینگتی ہوئی چیونٹی کو بھی دیکھ لیتی ہیں۔"

ناگ نے کہا:

"ہم چیونٹی بن کر بھی اسے دکھائی نہیں دیں گے۔"

سلطان نے خوش ہو کر کہا:

"میدانِ جنگ میں دشمن کی فوجوں کی جاسوسی اسلام میں حرام نہیں ہے — اگر تم کامیاب ہو کر واپس لوٹے تو میں سمجھوں گا کہ ہندوستان میں اسلام کے دین کی بنیادیں رکھنے میں تم دونوں کا ہاتھ بھی شامل ہوگا۔"

عنبر نے کہا:

"خدا ہماری مدد کرے گا سلطان، آپ ایسا کریں کہ ہر روز رات کو دریا کے دوسرے کنارے جدھر اونچی پہاڑی ہے، دیکھا کریں — جس رات آپ کو پہاڑی پر آگ جلتی نظر آئی، آپ اسی وقت اپنی فوج لے کر دریا پار کر کے دشمن کے لشکر پر حملہ کر دیں۔"

"ایسا ہی ہوگا۔" سلطان نے عنبر کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"بہادر نوجوانو، میں نے تمہارے بارے میں سنا ہے کہ تم میں سے ایک نوجوان جادو بھی جانتا ہے اور غائب ہو جاتا ہے — میں سمجھتا ہوں کہ دشمن ہولکر راؤ کے لشکر میں پہنچ کر تمہیں جادو سے زیادہ عقل مندی اور ہوشیاری کی ضرورت پڑے گی، کیونکہ اپنے جادو سے تم خود غائب ہو سکتے ہو لیکن دشمن کے لاکھوں کے لشکر کو غائب نہیں کر سکتے۔"

ناگ نے مسکرا کر کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہم یہ سب کچھ جانتے ہیں سلطان، جادو سے زیادہ ہم عقلمندی اور ہوشیاری سے کام لیں گے۔ اسی لیے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ آدھی رات کی بجائے ہم دن کے وقت دریا عبور کریں گے۔"

"دن کے وقت؟" سلطان نے کچھ تعجب سے پوچھا۔

"ہاں سلطان عالی، اب اجازت دیجیے۔ کل صبح آپ سے ملاقات ہو گی۔"

عنبر اور ناگ اجازت لے کر واپس لشکر میں اپنے خیمے میں آ گئے جو انہیں رات آرام کرنے کے لیے دیا گیا تھا۔ دوسرے دن سلطان اپنے خیمے کے باہر تخت پر بیٹھا دریا کے دوسرے کنارے دشمن کی نقل و حرکت کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک چمٹا اور کھڑتالیں بجاتے جٹا دھاری لمبی لمبی داڑھیوں والے نوجوان سادھوؤں نے آ کر ادب سے سلام کیا۔ سلطان نے کچھ ناراض ہو کر اپنے وزیر سے کہا:

"ان احمقوں کو یہاں آنے کی اجازت کس نے دی ہے؟"

وزیر تلوار نکال کر سادھوؤں کی خبر لینے ہی والا تھا کہ عنبر اور ناگ نے داڑھیاں اتار کر ایک بار پھر سلام کیا اور کہا:

"سلطان عالی کو اب یقین ہو جانا چاہیے کہ ہم عقل مندی اور ذہانت سے کام لے رہے ہیں۔ جادوگری سے نہیں۔"

سلطان عنبر اور ناگ کے کامیاب بھیس سے بڑا خوش ہوا۔ اٹھ کر ان دونوں کو گلے لگایا اور کہا:

"میرے بچو، خدا تمہیں کامیاب کرے۔ میری آنکھیں دریا کے دوسرے کنارے پر ہی لگی رہیں گی۔"

"بھگوان بھلا کرے مہاراج۔"

عنبر نے ہنس کر چمٹے والا ہاتھ لہرا کر کہا اور کھڑتالیں چمٹے بجاتے سلطان شہاب الدین غوری سے اجازت لے کر دریا کی طرف چل پڑے۔ دریا کی لہریں ساحل سے باہر تک آ رہی تھیں۔ برسات کے موسم کی وجہ سے دریائے گوگیرہ بھرا بھرا تھا اور موجیں تیزی سے بہہ رہی تھیں۔ سلطانی لشکر سے ذرا فاصلے پر جا کر عنبر اور ناگ نے دو مشکیں ایک جگہ جھاڑیوں میں سے نکال کر دریا میں ڈال دیں۔ ان کے اوپر اوندھے لیٹ گئے اور ہاتھوں کو پانی میں چپوؤں کی طرح چلاتے دریا کے دوسرے کنارے کی طرف روانہ ہوئے۔ دریا چڑھاؤ پر تھا۔ بہاؤ تیز تھا پھر بھی عنبر اور ناگ کو کوئی فکر نہیں تھی۔ وہ ایک بار پھر دین اسلام کی خدمت کے لیے ایک زبردست اور بڑی دلچسپ مہم پر جا رہے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اگن سانپ

عنبر اور ناگ دریا پار کر کے دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔ دریائے گوگیرہ کے دوسرے کنارے پر اونچی خشک جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں — ان جھاڑیوں میں انھوں نے پھولی ہوئی مشکیں پھینک دیں۔ عنبر نے ناگ سے کہا:

"میں نے تمہیں اتنے ہزار سالوں میں پہلے کبھی اتنی لمبی ڈاڑھی کے ساتھ نہیں دیکھا۔"

اور خوب ہنسا — ناگ بولا:

"میں نے بھی تمہیں پہلی بار اس لمبی ڈاڑھی میں دیکھ رہا ہوں تم میرے باپ لگ رہے ہو۔"

عنبر نے کہا:

"ناگ آج اپنی خفیہ طاقتوں کو الگ رکھ کر ذرا اپنی عقل اور جاسوسی کے شوق کو بھی آزما کر دیکھتے ہیں۔ کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ ہم بس خفیہ طاقتوں سے ہی کام لینا جانتے ہیں اور عقل اور جاسوسی سے کام نہیں لے سکتے۔"

"بالکل ٹھیک ہے — ہم ہر ممکن کوشش کریں گے کہ اپنی زبردست طاقت کو استعمال میں نہ لائیں جب تک کہ ہماری جان پر ہی نہ بن جائے۔"

"ایسا ہی ہوگا — چلو اب اپنی اداکاری شروع کرتے ہیں۔ کیونکہ میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ سامنے درختوں کی طرف سے ایک مرہٹہ فوجی گھوڑا دوڑاتا ہماری طرف آ رہا ہے — وہ ضرور دریا پر پہرہ دے رہا ہے۔"

ناگ نے دیکھا کہ کچھ فاصلے پر مرہٹہ فوج کا زبردست لشکر ڈیرا ڈالے پڑا تھا — جہاں تک نظر جاتی تھی، فوج کے خیمے ہی خیمے لگے تھے — ایک سپاہی گھوڑا دوڑائے ان کی طرف چلا آ رہا تھا۔ عنبر نے ناگ کو اشارہ کیا اور کہا:

"چل بچہ، شروع کر دے اداکاری — بن جا کوہ ہمالیہ کا سادھو۔"

اس کے ساتھ ہی دونوں نے چمٹے بجاتے ہوئے جھوم جھوم کر اچھل اچھل کر ناچنا اور گانا شروع کر دیا —

ے "نہ گھر تیرا نہ گھر میرا
چڑیاں رین بسیرا
ہے رے بابا!
چڑیاں رین بسیرا"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مرہٹے سپاہی نے قریب آکر گرج کر کہا:

"ٹھہرو، کون ہو تم؟"

عنبر نے چمٹا بجا کر کہا:

"ہم سادھو لوگ ہیں بچہ۔ جنگل جنگل، نگر نگر گھوم کر بھگوان کے سنسار کا تماشا دیکھتے ہیں۔"

اور عنبر نے اونچی آواز میں گانا شروع کر دیا۔

"نہ گھر تیرا نہ گھر میرا
چڑیاں رین بسیرا
رے بابا۔۔۔"

"بکواس بند کرو۔" مرہٹہ سپاہی گرجا۔ "تم سادھو نہیں، افغان فوج کے جاسوس ہو۔ چلو ہمارے ساتھ۔"

ناگ نے کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"بابا، ہم تو دنیا کے دھندے چھوڑ چکے ہیں۔ ہمیں کسی کے لیے جاسوسی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہمیں دنیا کا کوئی لالچ نہیں ہے۔"

مرہٹہ سپاہی نے تلوار کھینچ لی:

"خاموش، چلو سردار کے پاس۔"

اتنے میں وہاں چھ سات اور سپاہی بھی آ گئے۔ عنبر نے کہا:

"چلو رے چلو ہمیں اپنے سردار کے پاس۔ کیا بگاڑے گا وہ ہمارا۔ ہمارے پاس ہے ہی کیا۔ چلو۔"

ناگ بھی بولا:

"ہم جوگی لوگ ہیں۔ دنیا کے موہ چھوڑ چکے۔ چلو رے چلو ہمیں اپنے سردار کے پاس۔"

مرہٹہ سپاہی ان دونوں کو آگے لگا کر مرہٹہ فوج کے خیموں میں لے آیا۔ عنبر اور ناگ چوری آنکھ سے لشکر کا جائزہ لے رہے تھے۔ فوج بہت زیادہ تھی اور خیموں کے اوپر ہندو فوج کا نشان زرد جھنڈے لہرا رہے تھے۔ سپاہی اپنے اپنے کام میں لگے تھے۔ مرہٹہ سپاہی نے عنبر اور ناگ کو ایک سردار کے خیمے میں لے جا کر پیش کر دیا۔ سردار کے ماتھے پر تلک لگا تھا۔ وہ فوجی لباس میں تھا اور تلوار کمر کے ساتھ لٹک رہی تھی۔ جس کا دستہ ہیرے موتیوں سے جڑا ہوا تھا۔

"سردار، یہ جاسوس ہیں مگر اپنے آپ کو سادھو کہتے ہیں۔ ان کو میں نے دریا کنارے پکڑا ہے۔ یہ سلطان کی فوج کی طرف سے دریا پار کر کے ہمارے لشکر میں آئے ہیں۔"

مرہٹہ سردار نے نفرت بھری نظروں سے عنبر اور ناگ کی طرف دیکھا اور چلا کر کہا:

"سچ سچ بتاؤ، کون ہو تم؟"

عنبر نے جھوم جھوم کر چمٹا بجاتے ہوئے گا کر کہا:

"ہم تو ہری نام کے جوگی بابا، ہری نام کے جوگی۔"

مرہٹہ سردار نے آگے بڑھ کر عنبر کو گردن سے پکڑ لیا۔ عنبر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے جلدی سے اپنا آپ چھڑا لیا اور کہا:
"خبردار، جو ہمیں ہاتھ لگایا، نہیں تو ہم تمہیں ابھی بھسم کر دیں گے— ہم ہمالیہ کے جوگی ہیں— بڑی بھاری تپسیا کی ہے ہم نے، ہم بھگوان کرشن کے سادھو ہیں۔"
مرہٹہ سردار پر کوئی اثر نہ ہوا— اس نے تلوار نکال لی:
"جھوٹے، مکار جاسوس، ابھی تیری ساری تپسیا نکال باہر کرتا ہوں—"
اس نے عنبر کے سینے پر تلوار کی نوک رکھ کر کہا:
"بول افغانی فوج کے کس سردار نے تجھے یہاں بھیجا ہے اور افغان فوج نے کہاں کہاں توپیں لگا رکھی ہیں—"
عنبر نے چمٹا بجا کر کہا:
"اے مرہٹہ سردار، اگر اپنی جان کی خیر چاہتا ہے تو اب بھی باز آجا اور تلوار واپس نیام میں ڈال کر ہمیں آزاد چھوڑ دے، نہیں تو پچھتائے گا—"
"بکواس بند کر جھوٹے پاکھنڈی" مرہٹہ سردار چلایا۔
عنبر نے گرج کر کہا:
"تو پھر یہ دیکھ ہماری کرامت"
اور اس کے ساتھ ہی عنبر نے آگے کو زور لگایا۔ تلوار کی نوک اس کے پیٹ کے اوپر رکھی ہوئی تھی۔ آگے زور لگانے سے

تلوار اس کے پیٹ میں گھسنے کی بجائے ٹوٹ کر گر پڑی۔ مرہٹہ سردار نے خنجر نکال لیا—
"میں تمہاری اس تماشا بازیوں میں نہیں آؤں گا:"
پھر وہ ناگ کی طرف دیکھ کر بولا:
"یہ نقلی داڑھی اتار دو— ابھی ثابت ہو جائے گا کہ اصلی ہو کہ نقلی۔"
یہ امتحان بڑا کڑا تھا— داڑھی تو نقلی تھی— ناگ نے سوچا کہ اب اپنی طاقت سے کام لینے کا وقت آگیا ہے— اس نے ہاتھ اوپر اٹھا کر بلند آواز میں کہا:
"اے ہمالہ پہاڑ کے دیوتاؤ، اس مرہٹہ سردار نے تمہاری داڑھی کی بے عزتی کی ہے۔ مجھے اجازت دو کہ میں اس سے تمہاری بے عزتی کا بدلہ لوں۔"
اور اس کے ساتھ ہی ناگ نے گہرا سانس لیا اور پھنکار مار کر ایک سیاہ کالا اژدہا بن کر پھن اٹھائے جھومنے لگا— مرہٹہ سردار کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں—
عنبر نے چیخ کر کہا:
"اے مرہٹہ سردار، اب بتا تو کیا چاہتا ہے؟ کوہ ہمالہ کے دیوتا تجھ سے ناراض ہو گئے ہیں— تو ان کے انتقام سے نہیں بچ سکتا—" دیوتا تمہیں زمین میں غرق کر دیں گے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مرہٹہ سردار نے خنجر پھینک کر ہاتھ باندھ لیے اور کہا:

"اے مقدس دیوتا، مجھے معاف کر دے۔ مجھ سے بھول ہو گئی۔ آئندہ تیرے سادھوؤں کو کچھ نہیں کہوں گا۔"

ناگ اسی وقت واپس انسانی شکل میں آ گیا، کیونکہ وہ دونوں انسان رہ کر اپنی عقل مندی اور ہوشیاری کو استعمال میں لاتے ہوئے جاسوسی کرنا چاہتے تھے۔ ناگ نے مرہٹہ سردار کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا:

"جا بچہ، ہم نے تمہیں معاف کر دیا۔"

مرہٹہ سردار تو اب عنبر اور ناگ کے آگے بچھا جاتا تھا۔ اس نے سپاہیوں کو بلا کر برا بھلا کہا کہ وہ اس قسم کے پہنچے ہوئے بزرگ سادھوؤں کو کیوں پکڑ کر لے آئے۔

"مہاراج، اگر آپ چاہیں تو لشکر میں آپ کو ایک الگ خیمہ دے دیا جاتا ہے۔ وہاں آپ جتنی دیر چاہے رہیں۔"

چاہتے تو عنبر اور ناگ یہی تھے لیکن عنبر نے کہا:

"نہیں، ہم تم دنیاداروں کے بیچ میں نہیں رہنا چاہتے۔ ہم یہاں سے ہمالیہ کے پہاڑوں میں چلے جائیں گے۔"

مرہٹہ سردار نے عنبر کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"مہاراج، مجھے بھی خدمت کا موقع دیں۔ کچھ دیر تو ہمارے لشکر میں رہ جائیں۔ میں آپ کو اپنے سپہ سالار ہولکر راؤ سے

ملاؤں گا۔ وہ آپ سے مل کر بڑے خوش ہوں گے۔"

ناگ نے اپنی زبان میں عنبر سے کہا:

"ہاں کہہ دو بھائی۔"

عنبر نے کہا:

"اچھا اگر تم مجبور کرتے ہو تو پھر ہم دو چار دن تمہارے لشکر میں رہ لیتے ہیں۔"

"آپ کا لاکھ لاکھ شکریہ مہاراج۔"

اسی وقت لشکریوں کے درمیان ایک الگ تھلگ مقام پر عنبر اور ناگ کے لیے خیمہ لگا دیا گیا۔ چار سپاہی ان کی خدمت کے لیے دے دیے گئے۔ دوپہر کو انہیں خوب دودھ، گھی، مٹھائیاں اور چاول کھلائے گئے۔ شام کو پھل اور ناریل کا پانی پینے کو دیا گیا۔ سپہ سالار ہولکر راؤ تو عنبر کا غلام بن گیا تھا۔ رات کو اس نے عنبر ناگ کی خدمت میں خود جا کر عرض کی کہ مہاراج رات کا کھانا میرے ساتھ کھائیے گا۔

عنبر اور ناگ یہی چاہتے تھے۔ وہ ہولکر راؤ کے خیمے میں آ گئے۔ طرح طرح کے کھانے چنے ہوئے تھے۔ نوکر ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ ہاتھ دھلائے گئے۔ گلاب چھڑکا گیا۔ کھانا شروع ہوا۔ بڑا مزے دار کھانا تھا۔ کھانے کے بعد پان سپاری اور مٹھائیوں سے خاطر کی گئی۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کھانے کے بعد عنبر نے باتوں ہی باتوں میں مرہٹہ سردار سے
پوچھا کہ وہ دریا کنارے کب تک اتنا بڑا لشکر لے کر پڑا رہے گا۔
مسلمانوں پر حملہ کر کے انہیں ختم کیوں نہیں کرتے ہو؟

مرہٹہ سردار پہلے تو ذرا ہچکچایا ۔ ناگ نے جھٹ کہا:

"بچہ! ہمیں ساری بات بتا دو۔ شاید ہم تمہاری مدد کر سکیں۔"

مرہٹہ سردار بولا:

"مہاراج، آپ تو سب کچھ جانتے ہیں ۔ ہم ہفتہ کی رات کو
دریا پار کر کے سلطان کی فوج پر حملہ کرنے والے ہیں ۔ ہمیں معلوم ہے
کہ ہماری فوج مسلمانوں کی فوج سے کہیں زیادہ ہے اور وہ ہمارا
مقابلہ نہ کر سکیں گی اور ہم فتح پا کر سلطان شہاب الدین غوری کو
قتل کر دیں گے اور پھر دلی پر اسلامی جھنڈا نوچ کر پھینک دیا جائے
گا اور ہندو زرد جھنڈا لہرا دیا جائے گا۔"

عنبر نے دل میں کہا:

"ایسا انشاء اللہ کبھی نہیں ہوگا۔"

ناگ نے کہا:

"بچہ، گھبراؤ نہیں ۔ بھگوان تمہاری مدد کرے گا۔"

عنبر نے کہا:

"ضرور کریں گے، لیکن آکاش کے دیوتا کہتے ہیں کہ تم توپوں کے
بغیر یہ جنگ نہیں جیت سکتے اور تمہارے پاس تو ایک بھی توپ

نہیں ہے۔"

مرہٹہ سردار زور سے ہنسا:

"مہاراج، بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہمارے اتنے بڑے لشکر
کے پاس توپیں نہ ہوں۔"

عنبر نے گرم گرم لوہے پر ایک اور چوٹ ماری:

"ہمیں تو سارے لشکر میں ایک بھی توپ دکھائی نہیں دی۔
خدا جانے کہاں چھپا رکھی ہیں تم نے توپیں۔"

مرہٹہ سردار نے کہا:

"مہاراج، آپ تو سب کچھ جان کر بھی بھولے بن رہے ہیں۔
کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ہم نے دریا کے مغربی کنارے کے ساتھ ساتھ
توپیں کشتیوں میں لگا کر پھیلا رکھی ہیں تاکہ جب ہم حملہ کرنے کے لیے دریا
پار کریں تو توپیں کشتیوں میں آگے آگے گولہ باری کرتی ہوئی جائیں۔"

"سبحان اللہ ۔ یہ ارادے ہیں اس کافر کی اولاد کے ۔ کوئی بات
نہیں بچو، ابھی رات ہی کو خبر لیتے ہیں، تمہاری توپوں کی۔" عنبر نے دل
میں کہا ۔ پھر بولا:

"ہاں ہاں بچہ، ہمیں سب معلوم ہے ۔ ہم تو تمہارا امتحان لینے
کے لیے پوچھ رہے تھے ورنہ ہمیں تمہاری توپوں سے کیا مطلب ۔
اچھا بچہ، اب ہم اپنے خیمے میں چل کر آرام کریں گے ۔ بڑی نیند آ رہی
ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"جیسے آپ کی مرضی مہاراج۔"

مرہٹہ سردار عنبر اور ناگ کو باہر تک چھوڑنے آیا۔ پھر ادب سے جھک کر سلام کر کے انہیں سپاہیوں کے ساتھ رخصت کیا۔ اپنے خیمے میں آتے ہی ناگ نے کہا:

"توپیں انہوں نے دریا میں کشتیوں میں باندھ کر چھپا رکھی ہیں۔ ہمیں ابھی جا کر رات کے اندھیرے میں انہیں دیکھنا ہو گا کہ ہم انہیں کس طرح بے کار کر سکیں گے۔"

عنبر نے کہا۔

ہم ساری کشتیوں میں سوراخ کر دیں گے تاکہ وہ عین وقت پر توپوں سمیت دریا میں ڈوب جائیں۔"

ناگ نے کہا:

"پچاس توپوں کی کشتیوں میں سوراخ کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے پھر ایک بھی کشتی پہلے ڈوبی تو فوج باقی توپوں کو بچا لے گی۔"

"پھر تمہاری کیا رائے ہے؟" عنبر نے پوچھا۔

ناگ بولا:

"میں جا کر پہلے توپوں کو دیکھ آؤں، پھر واپس آ کر تمہیں بتاؤں گا ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ پرسوں ہفتہ کی رات ہے۔ ابھی کل کا دن کل کی رات پڑی ہے۔ میں جا رہا ہوں"

ناگ نے سانپ کا مہرہ منہ میں رکھا اور غائب ہو کر ہوا میں اڑتا

اڑتا خیمے سے باہر آیا۔ باہر دو سپاہی ان کی حفاظت اور خدمت کے لیے کھڑے تھے۔ ناگ ان کے سروں کے اوپر سے اڑتا ہوا آگے نکل گیا۔ وہ لشکری سپاہیوں کے خیموں میں اندھیرا تھا۔ فوج سو رہی تھی۔ خیموں کے باہر کہیں کہیں مشعلیں جل رہی تھیں جن کی روشنی میں پہرہ دینے والے سپاہی چلتے پھرتے خبردار، ہوشیار کی آوازیں لگاتے دکھائی دے رہے تھے۔ ناگ خیموں سے دور دریا کے کنارے اس جگہ پر آ گیا جو مرہٹہ سپہ سالار نے بتائی تھی۔

اندھیرے میں بھی ناگ کو ہر شے اچھی طرح دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے دیکھا کہ تھوڑے فاصلے پر دریا میں کنارے کنارے دور تک کشتیاں کھڑی ہیں، جن کو جھاڑیوں سے چھپا دیا گیا ہے۔ ہر کشتی رسے کے ساتھ کنارے سے بندھی تھی اور سپاہی ادھر ادھر کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔ دیکھنے پر ایسا لگتا تھا کہ جیسے دریا میں جھاڑیوں کے جھنڈ اگے ہوئے ہیں۔ ناگ نے اوپر اڑتے ہوئے تمام کشتیوں کو دیکھا۔ جھاڑیوں میں بڑی بڑی توپیں چھپی ہوئی تھیں اور ان کے گولے بھی کشتیوں میں ہی پڑے تھے۔

ناگ واپس عنبر کے پاس خیمے میں آ گیا اور ساری خبر دی۔ عنبر نے کہا:

"اب بتاؤ ہم ان کشتیوں کو توپوں سمیت کیسے دریا میں غرق کر سکتے ہیں؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا :

"ایک ایک کشتی میں سوراخ کر کے اسے ڈبونا بڑی دقت کی بات ہے اور مشکل کام بھی ہے ۔"

عنبر نے کہا :

"تو پھر کشتیاں کیسے غرق کریں — ان کا دریا میں غرق ہونا بہت ضروری ہے کیونکہ ان پر توپیں لدی ہوئی ہیں — یہ توپیں اسلامی لشکر کو زبردست نقصان پہنچائیں گی ۔"

ناگ نے چٹکی بجا کر کہا :

"ایک ترکیب ذہن میں آئی ہے ۔"

"وہ کیا ؟ جلدی بتاؤ یار ناگ ۔" عنبر نے بے چینی سے پوچھا —

ناگ بولا :

"اگر اس علاقے میں وہ سانپ مل گئے جنہیں اگن ناگ کہتے ہیں — یعنی جن کی پھنکار کے ساتھ منہ سے آگ نکلتی ہے تو میں ان کشتیوں کو آگ لگا کر تباہ کرا سکتا ہوں ۔"

"بڑا اچھا خیال ہے لیکن کیا اگن سانپ کی لگائی ہوئی آگ کو سپاہی بجھا نہیں دیں گے ؟"

"میرے سانپوں کا لشکر سب سے پہلے توپوں پر پہرہ دینے والے سپاہیوں کو ڈس کر ختم کرے گا — پھر وہ کشتیوں کو آگ لگا کر انہیں دھکیلتے ہوئے کنارے سے دور لے جائیں گے تاکہ کوئی انہیں بجھا نہ

سکے اور توپیں کشتیوں سمیت جل کر غرق ہو جائیں ۔"

"تو پھر اگن سانپ کے بارے میں کب پتا کرو گے ؟" عنبر نے پوچھا —

ناگ بولا :

"کب کیا ؟ ابھی اسی خیمے میں پتا کر لیتا ہوں ۔"

ناگ نے آنکھیں بند کر کے لہریں خارج کیں — یہ لہریں اتنی زبردست طاقت والی تھیں کہ ارد گرد کی زمین کے اندر رہنے والے جتنے سانپ تھے ایک دم سے بیدار ہو گئے — مگر ناگ نے ان میں سے صرف ایک سفید سانپ کو بلایا تھا جو ان کا بادشاہ تھا — بادشاہ سانپ فوراً رات کے اندھیرے میں خیموں کے درمیان سے گزرتا ناگ کے خیمے میں آ کر سر جھکا کر ادب سے بیٹھ گیا اور بولا :

"ناگ دیوتا کا ادھر آنا ہمارے لیے مبارک ہو — کیا حکم ہے میرے آقا ؟"

ناگ نے اس سے پوچھا کہ کیا اس علاقے میں اگن سانپ رہتے ہیں ؟ سانپوں کے بادشاہ سفید سانپ نے ادب سے عرض کی :

"اے عظیم ناگ، یہاں سے آگے ایک پہاڑی ہے جو سرخ چٹانوں سے بنی ہوئی ہے — اس پہاڑی میں پچاس اگن سانپ رہتے ہیں ۔"

ناگ نے کہا :

"فوراً ان کے بادشاہ کو ہمارے سامنے حاضر کرو ۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"جو حکم میرے آقا؟"

اتنا کہہ کر سفید سانپ واپس چلا گیا۔ عنبر نے ناگ سے کہا:

"ان پچاس اگن سانپوں سے ہم بڑا کام لے سکتے ہیں۔ یہ کافروں کے خیموں کو بھی آگ لگا سکتے ہیں۔"

"کیوں نہیں، ایسا ہی کریں گے بھائی عنبر۔"

تھوڑی دیر بعد سفید سانپ اپنے ہمراہ ایک سرخ اگن سانپ کو لے کر آ گیا۔ اس ایک فٹ لمبے دبلے پتلے سرخ سانپ کے منہ سے گرم گرم بھاپ نکل رہی تھی۔ اس نے آتے ہی ناگ کے آگے سر جھکا کر سلام کیا اور کہا:

"حکم کریں اے عظیم ناگ دیوتا، مجھے کس خدمت کے لیے یاد کیا گیا ہے؟"

ناگ نے اگن سانپوں کے بادشاہ کو ساری بات اچھی طرح سمجھائی اور بتایا کہ ہفتے کی رات وہ پچاس کے پچاس اگن سانپوں کو لے کر کشتیوں کے قریب آ جائے۔ ایک ایک سانپ کی ڈیوٹی ایک ایک کشتی پر لگا دی جائے۔

"آدھی رات کو ایک خاص آواز کے ساتھ ہی تمام سانپ منہ سے آگ کے شعلے نکال کر اپنے اپنے سامنے والی کشتی میں آگ لگا دیں گے۔ پھر اس کشتی کو دھکیل کر دریا میں لے جائیں گے۔ اگر سپاہیوں نے آگ بجھانے کی کوشش کی، تو انہیں ڈس کر ہلاک کر دیا

جائے گا، بلکہ اگر ایسا ہو سکے تو ان پہرہ دینے والے سپاہیوں کو دریا کنارے آتے ہی ڈس کر ہلاک کر دینا۔"

اگن سانپ نے کہا:

"عظیم ناگ، آپ بے فکر رہیں۔ جیسا آپ نے حکم دیا ہے ایسے ہی ہو گا۔"

ناگ نے انہیں ہفتے کی رات کو تیار رہنے کا حکم دے کر واپس بھیج دیا۔ سفید اور سرخ سانپ خیمے سے باہر نکل کر دریا کی طرف روانہ ہوئے تو ایک پہرے دار سپاہی نے انہیں دیکھ کر شور مچا دیا۔

"سانپ، سانپ، سانپ۔"

دوسرے پہرے دار بھی وہاں آ گئے۔ انہوں نے دونوں سانپوں کو دیکھ کر ان پر تلواروں سے وار کرنے شروع کر دیے۔ سفید سانپ نے سرخ سانپ سے کہا:

"اگن سانپ اسے بھسم کر دو۔"

اگن سانپ نے پھنکار ماری تو اس کے منہ سے آگ کا تیز شعلہ نکل کر سپاہی پر گرا اور اسے آگ میں لپیٹ لیا۔ وہ شعلوں میں لپٹ کر شور مچاتے مچاتے گرا اور تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ دوسرے سپاہی چیخیں مارتے بھاگ گئے۔ عنبر اور ناگ خیمے کے ایک سوراخ میں سے یہ سارا تماشا دیکھ رہے تھے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ نے کہا:

"کیا رائے ہے تمہاری اس آگ کے بارے میں؟"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"یہ تو جہنم کی آگ لگتی ہے جو کافروں کو جلا کر راکھ کر دے گی۔"

"انشاء اللہ۔" ناگ نے کہا اور وہ دونوں سونے کے لیے اپنے اپنے نرم نرم بستروں پر لیٹ گئے۔

دوسرے دن ایسا اتفاق ہوا کہ مرہٹہ فوج کے سپہ سالار ہولکر راؤ کا گورو دیو جوگی رام گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں آ گیا — سپہ سالار نے آگے بڑھ کر گورو دیو کا استقبال کیا اور اپنے خیمے میں لے جا کر خود اس کے ہاتھ پاؤں دھلائے اور کھانا چن دیا — سپہ سالار نے نوکر سے کہا کہ وہ ہمارے جوگی دوستوں کو بھی بلا لائے۔ گورو دیو نے پوچھا:

"کیوں میاں یہ جوگی لوگ یہاں فوج کے لشکر میں کہاں سے آ گئے؟"

سپہ سالار نے کہا:

"گورو دیو مہاراج، یہ بڑے پہنچے ہوئے جوگی مہاراج ہیں۔ ایک تو بہت بڑا جادوگر ہے — انسان کی بجائے ایک دم سے سانپ بن جاتا ہے۔"

گورو دیو نے کہا:

"اچھا، ہم بھی دیکھتے ہیں کہ کون ہیں یہ شعبدہ باز — پاکھنڈی۔"

سپہ سالار کی ہمت نہیں تھی کہ اپنے گورو کے آگے بول سکتا۔

اتنے میں عنبر اور ناگ بھی لمبی لمبی داڑھیاں چھوڑے چمٹا بجاتے بھجن گاتے آ گئے۔ دور ہی سے ایک سفید بالوں والے بوڑھے گورو دیو کو چاندی کی چوکی پہ بیٹھے دیکھا تو آپس میں بولے:

"مجھے تو کچھ گڑبڑ لگتی ہے۔"

"دیکھا جائے گا یار، تم چلو تو سہی۔"

عنبر اور ناگ کا تعارف سپہ سالار ہولکر راؤ نے اپنے گورو دیو سے کرایا — عنبر اور ناگ نے بڑے ادب سے گورو دیو کو سلام کیا — گورو دیو ان دونوں کی طرف بڑی گہری نظر سے دیکھ رہا تھا۔ کھانا شروع ہو گیا۔ کھانے کے بعد جب عنبر اور ناگ چلے گئے تو گورو دیو چاندی کی چوکی سے اٹھا اور سپہ سالار ہولکر راؤ سے بولا:

"یہ دونوں بہت بڑے شعبدہ باز ہیں — یہ سلطان شہاب الدین غوری کے جاسوس ہیں۔"

مرہٹہ سپہ سالار پر گویا بجلی گر پڑی — وہ اپنے گورو دیو کا منہ تکتا رہ گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

جادوئی ترشول

گورودیو نے کہا:

"اے ہوکر راؤ، اگر تمہیں میری بات کا اعتبار نہیں تو آزما کر دیکھ لے — یہ دونوں سلطان کے جاسوس ہیں اور تمہاری فوجی طاقت کا پتا کرنے آئے ہیں۔"

ہوکر راؤ کا چہرہ غصے سے سرخ ہوگیا۔ اسے اپنے گورو کی بات پر یقین تھا — اس نے کہا:

"گورودیو، ان لوگوں کی یہ ہمت کہ میرے لشکر میں گھس کر میری آنکھوں کے سامنے جاسوسی کریں — میں ابھی ان کے خیمے میں جا کر انہیں آزماتا ہوں۔"

گورودیو نے کہا:

"آزمانا کیا ہے بیٹا، تم ان کی ڈاڑھیاں اتار سکتے ہو — لیکن ایک بات یاد رکھنا — میرا علم یہ بھی کہہ رہا ہے کہ یہ دونوں بڑی غیر معمولی طاقت رکھتے ہیں۔"

سپہ سالار ہوکر راؤ نے اپنے گورودیو کی طرف دیکھا اور کہا:

"گورودیو، کیا یہ آپ سے بھی زیادہ طاقت رکھتے ہیں؟"

گورودیو نے کہا:

"مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہاں، کیونکہ تم نہیں جانتے۔ یہ لوگ پانچ ہزار سال سے زندہ ہیں۔"

"ہیں!" ہوکر راؤ نے چونک کر کہا: "یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں مہاراج! بھلا کوئی انسان پانچ ہزار سال بھی زندہ رہ سکتا ہے؟"

گورودیو نے کہا:

"کوئی نہیں اتنی دیر زندہ رہ سکتا، مگر یہ زندہ ہیں۔"

"تو پھر یہ لوگ تو میرے قابو میں نہیں آئیں گے۔ یہ تو اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے اور مجھے سخت نقصان پہنچائیں گے۔"

گورودیو نے کہا:

"ان میں سے ایک سانپ ہے — اس میں اتنی طاقت آگئی ہے کہ جو چاہے روپ بدل سکتا ہے — دوسرے کو موت نہیں آسکتی۔"

"تو پھر یہ تو بڑے طاقت ور لوگ ہوئے — میں انہیں قتل ہی کروائے دیتا ہوں — نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔"

گورودیو نے کہا:

"تم عنبر کو نہیں مار سکتے — ہاں ناگ پر تلوار کا اثر ہو سکتا ہے۔ مگر وہ اتنا ہوشیار ہے کہ فوراً غائب ہو جائے گا۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہولکر راؤ بڑا پریشان ہوگیا۔ اس نے گورو دیو سے کہا کہ وہ تو کل آدھی رات کو دریا پار کرکے سلطان کی فوجوں پر حملہ کرنے والا ہے۔

گورو دیو نے کہا:

"تم کل حملہ شروع کر دو۔ میں آج رات ایک عمل کروں گا، جس سے ان میں سے ایک تمہارے قابو میں آجائے گا۔ یہ ناگ سب سے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتا ہے، کیونکہ یہ اس ملک کے سارے سانپوں کو یہاں بلا کر تمہاری فوج کو ہلاک کرا سکتا ہے۔"

ہولکر راؤ نے ہاتھ باندھ لیے اور گورو دیو سے کہا:

"مہاراج، بھگوان کے لیے کچھ عمل کیجیے اور ان جاسوسوں سے مجھے نجات دلائیے۔"

گورو دیو نے ہنس کر کہا:

"وہ تمہارے قابو میں آجائے گا۔ تم جو اسے حکم کرو گے، وہی وہ کرے گا۔"

ہولکر نے خوش ہو کر کہا:

"اگر ایسا ہو جائے تو میں سارے ہندوستان پر قبضہ کر سکتا ہوں۔"

اس رات گورو دیو قریب کی پہاڑیوں میں نکل گیا اور ساری رات کوئی عمل پڑھتا رہا اور اپنے ترشول کو زمین میں گاڑے اس پر بار بار پڑھ پڑھ کر پھونکیں مارتا رہا۔ ساری رات گزر گئی۔ دن نکلا تو گورو دیو وہ ترشول لے کر واپس ہولکر راؤ کے شاہی خیمے میں آگیا۔ اس نے ترشول ہولکر راؤ کو دیتے ہوئے کہا:

"یہ ترشول اب جادو کی ترشول بن گئی ہے۔ اس میں اتنی طاقت آگئی ہے کہ یہ ناگ یعنی اس نوجوان کو تمہارا غلام کر دے گی جو سانپ ہے اور تم اس سے بڑا کام لے سکتے ہو، لیکن میرا ذکر کہیں نہیں کرنا ہو گا۔ اگر تم نے میرا ذکر کیا تو ترشول کا سارا جادو ختم ہو جائے گا۔ اب میں جا رہا ہوں۔ تم جانو اور تمہارا کام۔ ذرا ہوشیاری سے کام لینا۔"

گورو دیو تو اسی روز مرہٹہ لشکر سے نکل کر ہمالیہ کی طرف واپس روانہ ہوگیا۔ وہ ہولکر راؤ کو ترشول کے بارے میں سب کچھ سمجھا گیا تھا کہ اسے کس طرح ناگ کو قابو میں کرنا ہے۔ دوسرے دن لشکر میں حملے کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ آدھی رات کو لشکر نے دریا پار کرکے حملہ کرنا تھا۔ اُدھر ناگ بھی خبردار ہو چکا تھا۔ اس نے اپنے سارے سانپوں کو ہوشیار کر رکھا تھا کہ جوں ہی رات کو وہ اس کی آواز سنیں، دریا میں کھڑی توپوں والی کشتیوں کو آگ لگا کر غرق کر دیں۔

عنبر اور ناگ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد اپنے خیمے میں لیٹے آرام کر رہے تھے کہ اچانک ایک آدمی اندر آیا اور بولا:

"سپہ سالار ہولکر راؤ نے آپ کو یاد کیا ہے۔"

"کس کو؟ ہم دونوں کو؟" عنبر نے پوچھا۔

"جی نہیں، آپ کو صرف۔" اس آدمی نے ناگ کی طرف اشارہ کیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ اٹھ کر چلنے لگا تو کچھ سوچ کر رک گیا اور عنبر کے پاس آ کر بولا:

"عنبر، خدانخواستہ اگر میرے ساتھ کوئی حادثہ ہو جائے تو تم اگنی سانپوں کو عین وقت پر آواز دے دینا۔"

پھر ناگ نے عنبر کو وہ فقرہ بتایا جو رات کو اس نے سانپوں کو مخاطب کر کے زور سے کہا تھا۔

عنبر نے کہا:

"تم نے یہ کیا کہا کہ تمہارے ساتھ کوئی حادثہ ہو سکتا ہے! میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔"

ناگ نے اُسے وہیں روک کر کہا:

"نہیں نہیں عنبر! اس نے صرف مجھے بلایا ہے — صرف مجھے ہی جانا چاہیے — عین وقت پر کام خراب نہیں ہونا چاہیے — میں ابھی واپس آ جاؤں گا۔"

عنبر کو خیمے میں چھوڑ کر ناگ سیدھا ہولکر راؤ کے خیمے میں آ گیا۔ وہ ایک تخت پر بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا — آج اس کے ہاتھ میں ایک چاندی کی ترشول تھی جس کے تینوں خنجر چمک رہے تھے۔ اس نے مسکرا کر ناگ کی طرف دیکھا اور کہا:

"مہاراج! میرے پاس ایک سپاہی ایک بڑا زہریلا سانپ لایا ہے — ذرا اسے دیکھیں تو۔"

ہولکر نے تخت کے نیچے سے ایک پٹاری نکال کر اس کے پاس رکھ دی —

"سانپ اس کے اندر ہے۔"

ناگ نے پٹاری کھولی اور جوں ہی سانپ پر جھکا، ہولکر راؤ نے اپنے گورو دیو کی ہدایت کے مطابق ترشول ناگ کے سر کے اوپر کر دیا۔ ترشول کے اندر سے چنگاریاں سی نکل کر ناگ کے جسم پر پڑیں اور وہ اپنی جگہ پر پتھر بن کر رہ گیا — گورو دیو کے حکم کے مطابق ہولکر نے دو ہی بار پھر ترشول اس کے جسم کے اوپر کیا۔ ایک بار پھر نیلے اور سرخ رنگ کی چنگاریاں اس کے اندر سے نکل کر ناگ کے جسم پر گریں اور اس کے جسم میں حرکت پیدا ہو گئی — اب وہ ہولکر راؤ کا غلام بن گیا تھا — ہولکر راؤ نے ترشول کو اپنے خاص صندوق میں بند کر دیا اور ناگ سے پوچھا:

"اب بتاؤ تم کون ہو؟ اور کیا کرنے آئے ہو؟"

ناگ نے کہا:

"مہاراج، ہم شاہی فوج کے جاسوس ہیں اور آپ کے لشکر کی جاسوسی کرنے آئے ہیں۔"

ہولکر بولا:

"اپنی نقلی داڑھی اتار پھینکو — اور اصلی روپ میں آ جاؤ۔"

ناگ نے فوراً اپنی نقلی داڑھی اتار کر پھینک دی اور وہ پھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

سے ناگ کی شکل میں آگیا — یہ عنبر اور ناگ کی خوش قسمتی تھی کہ ہولکر راؤ نے ناگ سے یہ نہیں پوچھا تھا کہ انہوں نے مرہٹہ فوج کی توپوں کو تباہ کرنے کا کیا پروگرام بنا رکھا ہے، کیونکہ ناگ صرف اتنی بات بیان کرتا تھا جتنی اس سے پوچھی جاتی تھی — اس کے بعد وہ خاموش ہو جاتا تھا — اپنی طرف سے ناگ کوئی بات نہیں کرتا تھا۔ وہ پوری طرح سے اس جادو کی بھیدی ترشول کے قبضے میں آچکا تھا۔

مرہٹہ سپہ سالار نے کہا:

"کیا یہ سچ ہے کہ تم سانپ ہو اور پانچ ہزار سال سے زندہ ہو؟"

"جی ہاں مہاراج" ناگ نے جواب دیا۔

مرہٹہ سپہ سالار نے پوچھا:

"کیا یہ بھی سچ ہے کہ تمہارے دوست عنبر پر موت اثر نہیں کرتی اور وہ پانچ ہزار سال سے زندہ ہے؟"

"جی ہاں، مہاراج!"

ہولکر راؤ گہری سوچ میں پڑ گیا — وہ عنبر کو قتل کروانا چاہتا تھا — مگر چونکہ اس پر موت کا اثر نہیں ہوتا تھا۔ اس لیے اُسے مار نہیں سکتا تھا — اس نے ناگ سے کہا:

"تم تو میرے قابو میں آگئے — کیا کوئی ایسا طریقہ بھی ہے کہ یہ تمہارا ساتھی عنبر بھی میرے قابو میں آجائے اور میں اسے جاسوسی کرنے کی سخت سزا دے سکوں!"

ناگ بولا:

"آپ اُسے صرف ایک طریقے سے بند قید کر سکتے ہیں۔ ایک گہرا کنواں کھدوائیے اور عنبر کو کسی طرح اس کے اندر ڈال دیں — وہ کنوئیں کے اندر سے باہر نہیں نکل سکے گا — یہ اس کی ایک طرح سے موت ہی ہوگی۔"

ناگ کو کچھ پتا نہیں تھا کہ وہ اپنے جگری دوست عنبر کے خلاف سازش کر رہا ہے — اس کا دماغ بھیدی ترشول کے اثر میں تھا اور وہ مرہٹہ سپہ سالار کے قبضے میں تھا، جو وہ اسے حکم دیتا تھا وہی کرنے لگتا تھا۔

ہولکر راؤ نے کہا:

"مجھے نیا کنواں کھدوانے کی کیا ضرورت ہے۔ ایسا ایک کنواں ہمارے لشکر کے خیموں میں ایک جگہ موجود ہے، میں اس کے اندر عنبر کو پھینک سکتا ہوں — مگر سوال یہ ہے کہ عنبر اس کے اندر کیسے جائے گا؟"

ناگ نے کہا:

"یہ آپ کو سوچنا ہوگا!"

مرہٹہ سپہ سالار نے ناگ کو حکم دیا:

"یہ کام تمہیں کرنا ہوگا!"

ناگ نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ایسا ہی ہوگا مہاراج، میں ابھی جا کر عنبر کو اس کنوئیں میں گرا دیتا ہوں۔"

ناگ مرہٹہ سپہ سالار کے خیمے سے نکل کر سیدھا عنبر کے پاس آ گیا۔ عنبر نے ایک پل کے لیے بھی محسوس کیا کہ ناگ میں ایک زبردست تبدیلی آ چکی ہے۔ ناگ تو جیسے جادوئی کنٹرول کے اثر میں آ کر ایک مشین کی طرح کام کر رہا تھا۔ اس نے آتے ہی کہا:

"عنبر، میرے ساتھ آؤ۔"

"کہاں ناگ؟" عنبر نے پوچھا۔

ناگ بولا:

"بس میرے ساتھ آؤ۔"

ناگ آگے آگے چل پڑا۔ عنبر اس کے پیچھے پیچھے چلا۔ کنواں ایک خیمے کے پاس تھا۔ یہ چوڑا اور گہرا کنواں تھا۔ نیچے پانی تھا۔ ناگ نے کہا:

"اس کنوئیں کے اندر اتر جاؤ یہ رسی تھام کر اور نیچے تمہیں ایک پتھر کے نیچے ایک یاقوت ملے گا، وہ مجھے لا کر دے دو۔ اس کی مجھے بڑی سخت ضرورت ہے۔"

عنبر نے تعجب سے ناگ کی طرف دیکھ کر کہا:

"یار ناگ، یہ اتنی سی بات کے لیے تم مجھے وہاں سے اٹھا کر لائے ہو، یہ کام تو تم خود ہی کر سکتے تھے۔"

ناگ نے کہا:

"نہیں عنبر، کسی وجہ سے میں کنوئیں کے اندر نہیں جا سکتا۔ تمہارا جانا بہت ضروری ہے۔ اگر تم نہیں کنوئیں میں اترنا چاہتے تو ٹھیک ہے، بے شک نہ اترو۔"

عنبر نے کنوئیں کے اوپر جھک کر کہا:

"بھلا یہ بھی کبھی ہوا ہے کہ ناگ کوئی بات کہے اور میں انکار کر دوں۔ ہماری دوستی تو دنیا کی سب سے پرانی دوستی ہے۔ لو میں کنوئیں میں اتر کر تمہیں یاقوت لائے دیتا ہوں۔"

عنبر نے رسی کو اپنی کمر کے گرد لپیٹا اور کنوئیں میں اترنے لگا۔ کنواں کافی گہرا تھا۔ بہت نیچے کہیں جا کر پانی کا گول تھال چمک رہا تھا۔ جب عنبر پانی میں پہنچا تو ناگ نے اوپر سے رسی اس کے اوپر پھینک دی اور کہا:

"اے عنبر اب تم مرہٹہ سپہ سالار کے حکم سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسی کنوئیں میں قید رہو گے۔"

ناگ کے منہ سے یہ بات سن کر عنبر کو جھرجھری سی آ گئی۔ اس نے ناگ کو ہزاروں روپ میں دیکھا تھا مگر اپنے دشمن کے روپ میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ناگ نے اس کے ساتھ یہ سلوک کیوں کیا۔ اور اسے کنوئیں کے اندر کیوں اتار دیا۔ یہ بات بھی صرف ناگ ہی کو معلوم تھی کہ اگر عنبر کو کسی گہرے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کنوئیں میں اتار دیا جائے تو وہ بے بس ہو جاتا ہے۔ ایک بات کا عنبر کو اچھی طرح یقین تھا کہ ناگ یہ سب کچھ کسی تعویذ یا جادو کے اثر سے کر رہا ہے اور اس پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ یہ بڑی خطرناک بات تھی۔ کیونکہ آج آدھی رات کو مرہٹہ فوج دریا پار کر کے مسلمان لشکر پر حملہ کرنے والی تھی ——— اگر ناگ نے دریا والی تو پیں غرق نہ کیں تو مسلمان لشکر کو زبردست نقصان پہنچنے کا خطرہ تھا۔

عنبر نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اسے ناگ نے وہ جملہ بتا دیا تھا جو اس نے اپنی پوری طاقت سے اگن سانپوں کو کہنا تھا اور جس کے بعد ان سرخ آگ پھینکنے والے سانپوں نے کشتیوں کو آگ لگانا تھی ——— اب عنبر کو خیال آیا کہ ناگ نے جاتے ہوئے اُسے کیوں وہ جملہ بتا دیا تھا جو سانپوں کو آواز دے کر کہنا تھا ——— اسے شک تھا کہ آج اس کے ساتھ کوئی حادثہ ہونے والا ہے اور وہ حادثہ ہو گیا تھا۔ مرہٹہ سپہ سالار نے اپنے کسی خاص جادوگر کی مدد سے ناگ کو اپنے قبضے میں کر لیا تھا ——— اچانک عنبر کو گورو دیو کا خیال آ گیا ——— یہ سارا کام اسی مکار گورو دیو کا ہی تھا ——— آج سے تین چار سو سال پہلے کے ہندو جوگی بڑے زبردست جادوگر بھی ہوا کرتے تھے۔

عنبر کنوئیں کے اندر ایک پتھر پر بیٹھا تھا ——— اس نے دیکھا کہ جہاں کنوئیں کی گول دیوار پانی میں چلی جاتی تھی۔ وہاں دیوار کے اندر ایک کھوہ سا بنا ہوا تھا ——— عنبر اس کے اندر جا کر بیٹھنے لگا تو ایک سانپ پھنکار مار کر اس کی طرف بڑھا۔

عنبر نے کہا:

"بھائی! تم ہی کچھ میرا لحاظ کرو۔"

سانپ نے بڑی تیزی سے عنبر کے بازو پر ڈسا اور کنوئیں کی دیوار کے اوپر چڑھ کر غائب ہو گیا۔ عنبر پر بھلا کیا اثر ہو سکتا تھا وہ دیوار کے اندر کھوہ میں جا کر بیٹھ گیا ——— ابھی نہ جانے اسے کتنے دن اور اس کنوئیں میں ہی رہنا تھا، کیونکہ وہ رسی کی مدد کے بغیر کنوئیں سے باہر نہیں نکل سکتا تھا اور رسی بھی اگر کنوئیں کے اوپر سے نیچے لٹکائی جائے۔

دن گزر گیا ——— کنوئیں کے اندر رات کا اندھیرا اتر آیا ——— آج رات مرہٹہ لشکر حملہ کرنے والا تھا ——— فوج میں دریا پار کرنے کی زبردست تیاریاں شروع ہو گئیں ——— دونوں جاسوس یعنی ناگ اور عنبر مرہٹہ سپہ سالار ہولکر کے قبضے میں آ چکے تھے۔ اس لیے وہ بڑا بے فکر تھا کہ آدھی رات کو دریا پار کرنے کی خبر سلطان کی فوج کو نہیں مل سکے گی ——— ناگ کو اس نے حکم دے دیا تھا کہ وہ خیمے کے اندر ہی بند رہے ——— ناگ خیمے کے اندر ایک چوکی پر آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا تھا ——— اس کے دماغ میں کسی قسم کا کوئی خیال نہیں آ رہا تھا۔ ہولکر راؤ کے ترشول نے اس کے دماغ کو خالی کر دیا تھا۔ پہلی ہوتی خیال تھا تو یہی کہ ہولکر راؤ جو حکم کرے اس کی ناگ ان سانپوں نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تعمیل کرے۔

ناگ یہ بھی بھول گیا تھا کہ اس نے آگی سانپوں کو ہدایت کر رکھی ہے کہ آدھی رات کو اس کی آواز سن کر توپوں والی کشتیوں کو فوراً آگ لگا دیں۔ دوسری طرف عنبر کنوئیں کے اندر بیٹھا آدھی رات کا انتظار کر رہا تھا — مرہٹہ لشکر نے دریا کی طرف آنا شروع کر دیا اور بڑی بڑی کشتیوں میں فوج سوار ہو گئی — رات کے جب ٹھیک بارہ بجے تو توپ والی کشتیوں نے دریا کے دوسرے کنارے کی طرف چلنا شروع کر دیا

عنبر نے محسوس کیا کہ کنوئیں کے باہر مرہٹہ سپاہیوں کی اب آوازیں نہیں آ رہی ہیں۔ وہ سمجھ گیا کہ فوج دریا پار کر رہی ہے — اس نے دونوں ہاتھ ہونٹوں کے اردگرد پیالے کی طرح بنائے اور منہ کنوئیں کے اوپر کر کے پوری طاقت سے آواز دی:

"اے آگ کے سانپو، ناگ دیوتا کے حکم سے اپنا کام شروع کر دو۔"

یہ آواز سیدھی سرخ چٹان کے آس پاس چھپے ہوئے والے آگی سانپوں نے فوراً سن لی — انہوں نے دریا کی طرف بڑھنا شروع کر دیا — اس وقت توپ والی کشتیاں دریا میں کافی آگے جا چکی تھیں۔ چھ سات سو سانپ دریا میں اتر کر کشتیوں کی طرف چل پڑے — رات کے اندھیرے میں کوئی سپاہی ان سانپوں کو نہ

دیکھ سکے — ہر سانپ نے ایک ایک کشتی کو پکڑ لیا اور ان کے اندر رکھی توپ کے اوپر پڑی خشک جھاڑیوں پر ایک ہی وقت میں زور سے پھنکار مار کر آگ پھینکی — آگی سانپوں کے منہ سے نکلی ہوئی آگ کے شعلے بڑے زبردست تھے — کشتیوں نے ایک دم سے آگ پکڑ لی —

فوج میں شور مچ گیا — دریا پر چاروں طرف کشتیاں ہی کشتیاں آگ کے شعلوں میں دھڑا دھڑ جل رہی تھیں — سارا دریا روشن ہو گیا تھا اور اس کی وجہ سے مرہٹہ فوج دریا پار کرتی مسلمان لشکر کو صاف دکھائی دینے لگ گئی — مرہٹہ سپہ سالار نے آگ بجھانے کی بہت کوشش کی مگر سانپ پھنکار مار مار کر پھر سے آگ روشن کر دیتے — ناگ پیچھے خیمے میں رہ گیا تھا اس لیے مرہٹہ سپہ سالار اسے سانپوں کو ہلاک کرنے کا حکم نہیں دے سکتا تھا — بھیدی ترشول بھی پیچھے شاہی خیمے کے صندوق میں پڑا تھا۔

دوسری طرف سلطان کی فوجوں نے مرہٹہ لشکر کا یہ حال دیکھا اور دریا میں توپوں والی کشتیاں جل جل کر غرق ہوتی دیکھیں تو وہ بہت خوش ہوئے۔ سلطان سمجھ گیا کہ عنبر اور ناگ نے اپنا کام کر دکھایا ہے لیکن اسے پہاڑی کے اوپر آگ جلنے کا انتظار تھا۔

عنبر کنوئیں میں خاموش بیٹھا دریا میں جل جل کر غرق ہوتی ہوئی کشتیوں کو دیکھ تو نہیں سکتا تھا مگر اسے یقین تھا کہ آگی سانپوں نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مرہٹہ لشکر کی توپوں کو جلا کر دریا میں غرق کر دیا ہو گا۔ اچانک اسے
خیال آیا کہ آتی دفعہ وہ سلطان شہاب الدین کو یہ بات خاص طور پر
کہہ کر آئے تھے کہ جس وقت دریا پار پہاڑی پر آگ نظر آئے وہ
حملہ کر دیں۔ لیکن اب یہ معاملہ تھا کہ دریا کے بیچ میں جا کر مرہٹہ
فوج کی توپ والی کشتیوں کو آگ لگی ہوئی تھی اور وہ جل جل کر
غرق ہو رہی تھیں۔ اس کی روشنی میں مسلمان لشکر کو صاف نظر
آ رہا تھا کہ کافر فوج کے سپاہی حملہ کرنے چلے آ رہے ہیں۔

شہاب الدین غوری نے جب یہ دیکھا کہ مرہٹہ لشکر کی ایک
بھی توپ باقی نہیں رہی اور ساری توپیں غرق ہو گئی ہیں تو
اس نے اپنی فوج کو حکم دے دیا کہ دریا میں دشمن کے لشکر کو
غرق کر دو۔

مسلمان نعرہ تکبیر اللہ اکبر کے آوازے بلند کرتے دریا میں
اتر گئے۔ مرہٹہ لشکر دریا کے بیچ میں پہنچ چکا تھا۔ سپہ سالار
ہولکر راؤ بہت پریشان تھا۔ جاسوسوں کی سازش کامیاب ہو گئی
تھی اور اس کی ساری توپیں تباہ ہو گئی تھیں۔ سلطان کے توپ
خانے نے گولے برسانے شروع کر دیے۔ مرہٹہ فوج مکئی کے
دانوں کی طرح بھنتی جانے لگی۔ مسلمان مجاہد اپنی بڑی بڑی کشتیوں
میں سوار مرہٹہ لشکر کے بیچ میں جا پہنچے اور تلوار سے تلوار ٹکرانے
لگی۔ مجاہدین کی توپیں دھائیں دھائیں کر کے چل رہی تھیں اور

مرہٹہ سپاہی مر رہے تھے۔ مرہٹہ لشکر کی طرف سے ایک بھی توپ
نہیں چل رہی تھی۔

سلطان کے لشکر نے آدھی سے زیادہ مرہٹہ فوج کو دریا میں
کاٹ کر غرق کر دیا۔ باقی سپاہی بھاگ اٹھے۔ سلطان نے نعرہ
لگا کر کہا:

"دشمن بھاگنے نہ پائے۔ اس کا پیچھا کر کے اسے ختم کر
دو۔"

مسلمان فوج کے سپاہی مرہٹوں کا پیچھا کرتے دریا کے دوسرے
کنارے پہنچ گئے۔ ہندو سپاہی دم دبا کر بھاگ رہے تھے اور
رات کے اندھیرے میں زخمی چوہوں کی طرح اپنے آپ کو چھپانے
کی کوشش کر رہے تھے۔ مگر مسلمان مجاہد ڈھونڈ ڈھونڈ کر انہیں
ہلاک کر رہے تھے۔ ساری رات گھمسان کی جنگ ہوتی رہی۔
صبح سورج کی روشنی پھیلی تو دریا کا پانی کافروں کے خون سے
لال ہو رہا تھا اور دریا کے دوسرے کنارے پر دشمن کی لاشیں
بکھری ہوئی تھیں۔

ان لاشوں میں مرہٹہ سپہ سالار ہولکر راؤ کی لاش بھی
وہیں میدان میں پڑی تھی۔ مسلمانوں نے خیموں کو آگ لگا دی
اور مرہٹہ سپہ سالار کا سر کاٹ کر نیزے پر لٹکا دیا۔ سلطان
شہاب الدین غوری کو ناگ اور عنبر کہیں دکھائی نہیں دے رہے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھے — اس نے حکم دیا کہ دونوں جہاں کہیں بھی ہوں انہیں تلاش کیا جائے — عنبر تو گہرے کنوئیں میں بند تھا — ناگ مرہٹہ سپہ سالار کے خیمے میں اسی طرح چوکی پر بے حس و حرکت بیٹھا تھا — سپاہیوں نے ناگ کو پہلے بھی دیکھا تھا، مگر اب اس کی داڑھی نہیں تھی — داڑھی تو عنبر نے بھی اتار کر کنوئیں میں پھینک دی تھی کیونکہ اب اس کی ضرورت نہیں تھی — پھر بھی سپاہی ناگ کو لے کر سلطان کے شاہی خیمے میں آ گئے — سلطان کو کیا خبر تھی کہ ناگ جادوئی ترشول کے اثر میں ہے — سلطان نے ناگ کو گلے لگا لیا —

"شاباش میرے بچو، تم نے ہندوستان میں آنے والے مسلمانوں کے لیے ایک بہت بڑا کام کیا ہے — اب دہلی اور دوسرے علاقوں پر اسلام کا جھنڈا لہراتا رہے گا — ہاں، تمہارا دوست عنبر کہاں ہے؟"

ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اسے یاد ہی نہیں تھا کہ اس نے عنبر کو کنوئیں کے اندر پھینک دیا ہے۔ کیونکہ اُسے تو صرف اتنی بات یاد رہتی تھی جتنی اسے ہدایت کی جاتی تھی۔ اس کے بعد وہ بھول جاتا تھا — اس نے سلطان کی طرف بے جان نظروں سے دیکھا اور کوئی لفظ منہ سے نہ نکالا — سلطان بڑا حیران ہوا کہ ناگ کو آج کیا ہو گیا ہے — اس نے پوچھا:

"تمہاری داڑھی کہاں رہ گئی ہے؟"

ناگ نے اس کا بھی کوئی جواب نہ دیا — سلطان نے اپنے وزیر سے کہا:

"آپ کا کیا خیال ہے اس نوجوان پر کسی نے جادو تو نہیں کر دیا؟"

وزیر بڑا عقلمند تھا — اُس نے سلطان سے کہا:

"ایسا ہی لگتا ہے سلطان معظم، اس نوجوان پر کسی عمل کا اثر ہو گیا ہے — اسے حفاظت سے کسی جگہ بند کر کے رکھیں — کہیں ایسا نہ ہو کہ جادو کے اثر میں آ کر یہ ہمیں نقصان پہنچا دے۔"

سلطان نے کہا:

"آپ کا مشورہ بالکل ٹھیک ہے وزیر صاحب۔"

سلطان نے اسی وقت ناگ کی طرف دیکھ کر کہا:

"میرے عزیز، تم میرے خیمے میں جا کر آرام کرو۔"

ناگ سلطان کی طرف دیکھتا رہا — اس نے آگے سے ہاں یا نہ بالکل نہ کہی۔ سلطان نے اپنے خاص باڈی گارڈ دستے کو حکم دیا کہ ناگ کو لے جا کر دریا پار نجیب آباد کے قلعے کے ایک تہ خانے میں بند کر دیا جائے۔

"مگر خبردار، اسے ذرا سی بھی تکلیف نہ ہو۔ اس کے آرام کا پورا پورا خیال رکھا جائے۔"

باڈی گارڈ دستہ ناگ کو لے کر دریا پار روانہ ہو گیا

سلطان نے اب عنبر کی تلاش شروع کر دی — سلطان کے باڈی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کارڈوستے نے نجیب آباد کے ایک قلعے کے تہ خانے میں ناگ کو لے جا کر مہمان کی طرح بند کر دیا۔ چونکہ ناگ پر کسی نے جادو کر رکھا تھا۔ اس لیے سلطان کا حکم تھا کہ ناگ کو قلعے سے باہر نہ نکلنے دیا جائے۔

سلطان کے سپاہی جگہ جگہ عنبر کو تلاش کرتے رہے مگر وہ کہیں نہ ملا۔

فتح حاصل کرنے کے بعد اسلامی لشکر دہلی کی طرف کوچ کر گیا مرہٹہ سپہ سالار کا خیمہ بھی لوٹ لیا گیا تھا۔ اس کے تخت کے نیچے جو ترشول تھا سپاہیوں نے اسے اٹھا کر دریا میں پھینک دیا۔ ترشول دریا میں گرنے کے بعد ریت میں جا کر اٹک گیا۔ عنبر ابھی تک اسی کنویں میں پڑا تھا۔ باہر سے اب اسے کسی کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ مرہٹہ فوج کی شکست ہو چکی ہے اور اسلامی لشکر فتح کے بعد وہاں سے دلی کی طرف کوچ کر گیا ہے۔ وہ یہی سوچ رہا تھا کہ ناگ کہاں ہو گا؟ کہیں اس نے سلطان شہاب الدین غوری کو اپنے جادو کی وجہ سے کوئی نقصان تو نہیں پہنچا دیا؟ پھر وہ ماریا کے بارے میں بھی سوچتا تھا کہ خدا جانے تین سو برس پیچھے کی طرف ایک دم چلے جانے سے وہ کس جگہ پر ہو گی۔

ایک دن عنبر کو کنویں کے اوپر کسی آدمی کی آواز سنائی دی۔

اُسے ایسا لگا جیسے کوئی پانی نکالنے کے لیے کہ رہا ہے پھر کنویں میں ڈول پھینکا گیا۔ عنبر نے ڈول کو پکڑ لیا۔ اوپر سے کسی نے آواز دی:

"نیچے کنویں میں کون ہے؟"

عنبر نے کہا:

"میں ایک انسان ہوں۔ دشمن نے مجھے کنویں میں پھینک دیا تھا۔ مجھے باہر نکالو۔"

"اس رسی کو پکڑ لو۔ میں تمہیں باہر کھینچتا ہوں۔"

عنبر نے رسی کو پکڑ لیا۔ باہر دو آدمی تھے۔ انہوں نے عنبر کو کنویں سے نکال لیا۔ عنبر نے باہر آ کر دیکھا کہ دن کی روشنی میں کہیں کہیں مرہٹہ سپاہیوں کی ہڈیاں بکھری پڑی تھیں اور اس کے سامنے دو مسافر کھڑے تھے۔

عنبر نے ان کا شکریہ ادا کیا۔ ان کی زبانی اُسے پتا چلا کہ سلطان کی فوج کو فتح مل چکی تھی اور مرہٹہ سپہ سالار ہولکر راؤ مارا گیا تھا۔ ان مسافروں نے عنبر سے پوچھا کہ وہ کون ہے اور اُسے کس نے کنویں میں پھینکا تھا۔ عنبر نے کہا کہ وہ اسلامی لشکر کے ساتھ آیا تھا۔ مسافر بولا کہ پھر تو تمہارے پاس ضرور لوٹی ہوئی دولت ہو گی۔ بتاؤ وہ دولت کہاں ہے۔

ان مسافروں نے خنجر نکال لیے۔ عنبر ہنس پڑا اور بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"بھائی میرے پاس کوئی دولت نہیں۔ میں تو ایک غریب آدمی ہوں۔" مگر وہ لوگ نہ مانے اور انہوں نے عنبر پر حملہ کر دیا۔ عنبر نے خنجروں کے وار اپنے جسم پر لیے۔ وہ انہیں کچھ نہیں کہنا چاہتا تھا، کیونکہ انہوں نے اسے کنوئیں سے باہر نکالا تھا۔

جب مسافر لیٹرے خنجر مار مار کر تھک گئے اور ان کے اپنے ہاتھ لہولہان ہو گئے اور عنبر کے جسم پر خراش تک نہ آئی تو وہ بھوت بھوت کا شور مچاتے وہاں سے بھاگ گئے۔

عنبر نے دریا کی طرف چلنا شروع کر دیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ دریا پار کر کے وہ ناگ کو تلاش کرنے کی کوشش کرے گا۔

- عنبر اور ناگ کی دشمنی کیسے ختم ہوئی؟
- ماریا کس حالت میں عنبر کو ملی؟
- ناگ پر جادو کا اثر کیسے ختم ہوا؟
- بھیدی ترشول دریا سے کس نے نکالی؟

ان سوالوں کے جواب آپ کو عنبر، ناگ، ماریا کی اگلی قسط نمبر ۲۲ میں ملیں گے۔ جس کا عنوان ہے "ناگ عنبر مقابلہ"

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب کریں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK
PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

آپ کے جانے پہچانے سلسلے موت کے تعاقب کی واپسی

۹۹ سیڑھیوں کا راز

جاننے کے لیے

سلور جوبلی نمبر ۲۵

میں

عنبر ناگ ماریا

سے ملیں!

قیمت ۱۱/- روپے

صفحات ۳۰۰

۵ - اکتوبر سے
اپنے قریبی بک سٹال یا
ہاکر سے خرید
فرمائیں!

نیا مکتبہ اقرأ - ۱۳/ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور